01

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا
34واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

16 تا 22 رجب المرجب 1447ھ / 6 تا 12 جنوری 2026ء

اس شمارے میں

برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر!

مجلس اتحادِ اُمت کا اعلامیہ اور نفاذِ اسلام کی تحریک

عالمِ اسلام کے خلاف کفار کی یلغار اور اُس کا حل

خدا کا وجود

تشنگیٔ عدل

تنظیم اسلامی کی دعوتی سرگرمیاں

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

اُمتِ مسلمہ صرف کلمہ گو جماعت نہیں بلکہ داعی الی الخیر بھی ہے۔ یہ اُس کے دینی فرائض میں داخل ہے کہ بنی نوع انسان کی دنیا کی سرفرازی اور آخرت کی سرخروئی کے لیے جو بھی بھلے کام نظر آئیں، بنی آدم کو اُس کا درس دیں اور اُس کی مخالف سمت چلنے سے اُن کو روکیں۔ اس فریضہ سے کوئی مسلمان بھی مستثنیٰ نہیں۔ مسلم معاشرے کے ہر فرد کا فرض ہے کہ کلمہ حق کہے، نیکی اور بھلائی کی حمایت کرے۔ الاقرب فالاقرب کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے گھر، معاشرے اور مملکت میں جہاں بھی غلط کام ہوتے نظر آئیں اُن کو روکنے کی مقدور بھر کوشش کرے۔ ایمان باللہ کے بعد دینی ذمہ داریوں میں سب سے بڑی ذمہ داری امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا ہے۔ امر بالمعروف کا مطلب ہے نیکی کا حکم دینا اور نہی عن المنکر کا مطلب ہے برائی سے روکنا۔ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نیکی اور نیک لوگوں کو پسند اور برائی اور برے لوگوں کو ناپسند فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ دنیا میں ہر جگہ نیک لوگوں اور نیکی کا غلبہ رہے اور برے لوگ اور برائی مغلوب رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو محض خود نیک بن کر رہنے اور برائی سے بچنے کا حکم ہی نہیں دیا بلکہ ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا حکم دیا ہے۔ اسی عظیم مقصد کی خاطر اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد اُمتِ محمدیؐ کے حکمرانوں، علماء و فضلاء کو خصوصاً اور اُمت کے دیگر افراد کو عموماً اس کا مکلف ٹھہرایا ہے۔ قرآن وحدیث میں اس فریضہ کو اس قدر اہمیت دی گئی ہے کہ تمام مومن مردوں اور تمام مومن عورتوں پر اپنے اپنے دائرہ کار اور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنا واجب قرار دیا گیا ہے۔

فرید اللہ مروت
رکن مجلس ادارت

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

الہدیٰ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1165

شرک کی نہ کوئی دلیل ہے، نہ صداقت وشہادت!

سورۃ الرّوم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت: 35

اَمۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنًا فَہُوَ یَتَکَلَّمُ بِمَا کَانُوۡا بِہٖ یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۳۵﴾

آیت ۳۵ ﴿اَمۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنًا فَہُوَ یَتَکَلَّمُ بِمَا کَانُوۡا بِہٖ یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۳۵﴾﴾ ’’کیا ہم نے ان پر کوئی ایسی سند اتاری ہے جو انہیں ان چیزوں کے متعلق بتا رہی ہے جن کو یہ شریک ٹھہرا رہے ہیں!‘‘

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے بارے میں کیا ان لوگوں کے پاس کسی آسمانی کتاب میں کوئی دلیل موجود ہے جو اس شرک کی صداقت پر شہادت دیتی ہو جو یہ کر رہے ہیں؟ کیا ان پر ایسی کوئی ہدایت نازل ہوئی ہے کہ فلاں شخصیت بھی اللہ کے برابر ہو سکتی ہے اور فلاں ہستی بھی اس کے اختیارات میں حصہ دار بن سکتی ہے؟ یہاں پر آسمانی سند یعنی الہامی کتاب کے بارے میں لفظ یَتَکَلَّمُ آیا ہے' یعنی کیا اللہ کی نازل کردہ کتاب ان سے اس بارے میں گفتگو کرتی ہے؟ علامہ اقبال نے اپنے اس شعر میں قرآن کے لیے جو لفظ ’’گویا‘‘ (گفتگو کرنے والا) استعمال کیا ہے شاید اس کا تصور انہوں نے یہیں سے لیا ہو:

مثلِ حق پنہاں و ہم پیدا ست ایں ۔۔۔ زندہ و پائندہ و گویا ست ایں!

یعنی حق تعالیٰ کی مانند یہ کلام پوشیدہ بھی ہے' ظاہر بھی ہے اور زندہ و پائندہ بھی۔ دوسری بہت سی صفات کے علاوہ اس کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ یہ کتاب اپنے پڑھنے والے کے ساتھ ہم کلام ہوتی ہے اور اُس سے گفتگو کرتی ہے۔

درس حدیث

دنیا کا غم

عَنۡ اَنَسِ بۡنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنۡ کَانَتِ الۡاٰخِرَۃُ ہَمَّہٗ جَعَلَ اللّٰہُ غِنَاہُ فِیۡ قَلۡبِہٖ وَجَمَعَ لَہٗ شَمۡلَہٗ وَاَتَتۡہُ الدُّنۡیَا وَہِیَ رَاغِمَۃٌ وَمَنۡ کَانَتِ الدُّنۡیَا ہَمَّہٗ جَعَلَ اللّٰہُ فَقۡرَہٗ بَیۡنَ عَیۡنَیۡہِ وَفَرَّقَ عَلَیۡہِ شَمۡلَہٗ وَلَمۡ یَاۡتِہٖ مِنَ الدُّنۡیَا اِلَّا مَا قُدِّرَ لَہٗ)) (رواہ الترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جسے سب سے زیادہ آخرت کی فکر ہو اللہ تعالیٰ اُس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور اُس کے اُلجھے ہوئے کاموں کو سُلجھا کر اُس کے دل کو تسکین دیتا ہے اور دنیا اُس کے پاس ذلیل وخوار ہو کر آتی ہے (یعنی دنیا کا مال ومتاع جو اُس کی قسمت میں لکھا ہے بغیر کسی شدید مشقت کے آسانی سے اُس کے پاس پہنچ جاتا ہے)۔ اور جو شخص دنیا کے عیش پر مر مٹنے کا فیصلہ کر چکا ہو، اللہ تعالیٰ اُس پر محتاجی کو مسلط کر دیتا ہے (یعنی وہ محسوس کرتا ہے کہ میں لوگوں کا محتاج ہوں) اور اللہ تعالیٰ اُس کے سلجھے ہوئے معاملات کو پراگندہ کر کے اُلجھا دیتا ہے (اس لیے وہ سکونِ قلب کی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے) اور دُنیا کا رزق (زیادہ نہیں بلکہ) اُسے صرف اتنا ہی ملتا ہے، جتنا اُس کے مقدر میں ہوتا ہے۔‘‘

اداریہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر!

سود کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ 28 اپریل 2022ء بمطابق 26 رمضان المبارک 1443ھ کو جاری کیا گیا تھا۔ شمسی سالِ نو کا پہلا شمارہ جب قارئین تک پہنچے گا تو اُس معرکۃ الآرا فیصلہ کو آئے ہوئے 1350 دن یعنی ساڑھے تین برس سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہوگا۔ اس دوران کئی حکومتی، نجی بنکوں اور افراد نے اِس فیصلہ کو سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا۔ انتہائی دکھ اور المیہ کی بات ہے کہ کسی دوسری عدالت کا فیصلہ جب اعلیٰ عدالت میں چیلنج کیا جاتا ہے تو حکمِ امتناعی (Stay Order) لینے کے لیے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑتا ہے اور باقاعدہ عدالتی کارروائی کے بعد حکم امتناعی جاری ہوتا ہے لیکن آئین وقانون کی موشگافیوں نے فیڈرل شریعت کورٹ کو ایسا یتیم و بےکس بنا دیا ہے کہ اُس کے فیصلوں کے خلاف حکم امتناعی لینے کے لیے محض سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرنا کافی ہے۔ نہ کسی حکم نامہ کی حاجت اور نہ عدالتی کارروائی کی ضرورت۔ حقیقت یہ ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کے فاضل جج صاحبان کی وقعت ہر لحاظ سے ہائی کورٹ کے ججوں سے بھی کم تر ہے۔ 27ویں ترمیم کے تحت آئینی عدالت قائم کرنی تھی تو وفاقی شرعی عدالت کی عمارت ہی نظر آئی۔ کیا اسلام آباد میں جگہ اور عمارتوں کی کمی تھی؟ ہم جنس پرستی اور جنسی بے راہ روی کا راستہ کھولنے والے ٹرانس جینڈر قانون کے خلاف وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک جاری ہے۔

پھر یہ کہ صوبہ سندھ میں تو 2013ء سے ہی قانون سازی کی جا چکی تھی کہ 18 سال سے کم عمر کے مرد و زن کو نکاح کی اجازت نہیں، وفاقی دارالحکومت میں 2025ء میں اسی نوعیت کا قانون نافذ العمل کر دیا گیا اور پھر 2025ء میں ہی بلوچستان اسمبلی نے بھی اس متنازع بلکہ غیر شرعی قانون کو صوبے میں نافذ کر دیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ سپریم کورٹ، اسلام آباد ہائی کورٹ اور لاہور ہائی کورٹ بعض مقدمات میں بلوغت کی عمر 18 برس قرار دے چکی ہیں! اس غیر فطری قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں، جن میں دولہا، دلہن، اُن کے والدین، نکاح خواں اور نکاح رجسٹرار سمیت اس پاکیزہ محفل میں موجود سب ہی افراد کو سزا، جرمانہ یا دونوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ گویا گناہ کے تمام ذرائع کھولنے کی سرکاری سطح پر بھرپور کوشش جاری ہے۔ دینی مدارس پر طرح طرح کی قدغنیں لگا کر اُن کی جڑیں کمزور کرنے کی کوشش جاری ہے۔ حافظِ قرآن اعلیٰ ترین عسکری عہدے دار کا معاملے میں دلچسپی لینا اور مدارس کو مطعون کرنا یقیناً لمحۂ فکریہ ہے۔ سوشل میڈیا پر بدترین توہینِ رسالت و توہینِ دینی مقدسات کے مجرموں کے خلاف ناقابلِ تردید شواہد کی موجودگی کے باوجود لاہور ہائی کورٹ کا راولپنڈی بینچ ملعونوں کو 'باعزت بری' کر دیتا ہے۔ گویا ان مجرموں کی بریت نے باقی 400 سے زائد ملزموں کو ایسے مقدموں سے ''خلاصی'' کا راستہ دکھا دیا گیا ہے۔ آسیہ مسیح اور بابا شکورا قادیانی کے کیس سب کے سامنے ہیں، لہٰذا دیوار پر لکھے کو ہر کوئی پڑھ سکتا ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
16 تا 22 رجب المرجب 1447ھ جلد 35
6 تا 12 جنوری 2026ء شمارہ 01
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: رضاء الحق
مجلس ادارت: فرید اللہ مروت • محمد رفیق چودھری • وسیم احمد باجوہ • خالد نجیب خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چونگی لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ..... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ہائبرڈ نظام میں گویا اسلام کے نام پر قائم ہونے والی مملکت میں شرعی تقاضوں کے مطابق قانون سازی کرنا شاید ہدف ہی نہیں بلکہ اس کے برعکس اسلامی تعلیمات کی دھجیاں اُڑا کر آئے دن نت نئے قانون بنائے جا رہے ہیں۔ پھر یہ کہ جب ایسے غیر اسلامی قوانین کے حوالے سے وفاقی شرعی عدالت سے رجوع کیا جاتا ہے کہ اُنہیں کالعدم قرار دیا جائے تو نہ صرف ریاستی مشینری اپنی تمام تر قوت کے ساتھ اُس کے مدعین کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوتی ہے اور اُن کا میڈیا ٹرائل بھی کیا جاتا ہے، بلکہ آئین وقانون میں موجود چور دروازوں (Loop Holes) کو استعمال کرتے ہوئے معاملہ کو سالوں تک لٹکا دیا جاتا ہے۔ گویا اس فرسودہ نظام کو جب تک تلپٹ کر کے ایک متبادل نظام رائج نہیں کیا جاتا، کسی خیر کی توقع کرنا دیوانے کا خواب ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان نے دوسرے جانداروں کی طرح صرف اپنے جسم کو محفوظ ہی نہیں رکھنا ہوتا بلکہ اُس کے نفس کا یہ بھی تقاضا ہوتا ہے کہ اس کا بناؤ سنگھار بھی کرو، اسے ہر ممکن طریقے سے آرام اور آسائش پہنچاؤ، اسے نہ صرف موسم کی شدت سے بچاؤ بلکہ موسم ہی کو اُلٹ پلٹ کر دو۔ گرمیوں میں ٹھنڈک پہنچاؤ اور سردیوں میں ماحول ہی گرم کر دو، سفر کو حضر بنا دو، رفتار ایسی تیز ہو جیسے وہ ہواؤں کے دوش ہو اور ایسا آرام دہ ہو جیسے گھر کا بیڈ روم۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔ لہٰذا انسانوں کی عظیم اکثریت کا فوکس تن آسانی اور عیش وعشرت پر ہوتا ہے اور یہ ممکن نہیں کہ دو متضاد تقاضوں کو پورا کیا جا سکے، لہٰذا ان تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے وسائل کی ضرورت ہوتی ہے، پھر انسانوں میں اس اکثریت کا وہی حال ہوتا ہے جسے ہم ضمیر کا مرنا قرار دیتے ہیں اور جسم کے تقاضے ایسے غالب آتے ہیں کہ انسان کی روح دب جاتی ہے اور زندگی محض متاعِ دنیا کی اسیر بن کر رہ جاتی ہے جس کے پاس جتنے زیادہ وسائل ہوں گے وہ زندگی کو زیادہ سے زیادہ رنگین اور پُر تعیش بنا سکے گا لیکن دولت کے بڑے انبار اور بیش بہا وسائل جائز پر اکتفا کر کے عدل وقسط پر مبنی قواعد وضوابط کی پابندی سے اور دوسرے انسانوں کے حقوق پر ہاتھ صاف کیے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا انسان نے غور وفکر سے منافع کمانے کا محفوظ ترین طریقہ یہ ڈھونڈا کہ زر سے زر کمایا جائے اس لیے کہ تجارت میں بہر حال نقصان کا اندیشہ رہتا ہے۔ پھر یہ کہ کسی قسم کی محنت اور مشقت کی ضرورت نہیں رہتی، گھر بیٹھے سرمائے میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ لیکن اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے اسے ربا یا سود قرار دیا ہے، جو شریعت موسوی میں بھی ناجائز اور حرام تھا اور شریعت عیسوی میں بھی۔ اسلام میں عقائد کے حوالے سے جہاں شرک بدترین گناہ ہے وہاں سود خوری عملی طور پر بدترین گناہ ہے۔ طلوعِ اسلام نے جب سرزمین عرب کو روشن کیا تو سودی لین دین عام تھا یہاں تک کہ بڑے نامور اور شریف گھرانے بھی اس میں ملوث تھے۔ حضور ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں اپنے چچا حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے سود کے بقیہ کی معافی کا اعلان کیا۔ پھر آخری حکم کے طور پر سورۃ البقرۃ کی آیت 278، 279 میں سودی لین دین کو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ قرار دیا۔ بھلا اس جنگ میں بھی کبھی فرد، معاشرہ یا قوم کامیاب ہو سکتے ہیں؟ اللہ رب العزت وفاقی شرعی عدالت کے جسٹس تنزیل الرحمٰن کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور اُن کے درجات بلند فرمائے جنہوں نے 14 نومبر 1991ء کو ایک مقدس تاریخی فیصلہ دیا جس میں اُنہوں نے بینک انٹرسٹ کو ربا قرار دیا۔ اس فیصلے میں بینک انٹرسٹ اور ربا کو ایک ہی شے قرار دینے کے اتنے قوی دلائل تھے کہ آج تک کوئی ''دانشور'' اُن کی تردید نہیں کر سکا۔

بہر حال 1447ھ کے آغاز سے ہی مسلم دنیا کو بے پناہ چیلنجز کا سامنا ہے۔ اس وقت امتِ مسلمہ (جو بالفعل محض مسلم اکثریت والے ممالک کی حیثیت رکھتی ہے) بدترین ذلت ورسوائی کا شکار ہے۔ کم ہمتی اور پستی کی یہ حالت اس قدر واضح اور ظاہر و باہر ہے کہ کسی مفصل خطبہ کی ضرورت نہیں۔ اشارتاً عرض کیے دیتے ہیں کہ غزہ مسلمانوں کو صہیونیوں کے ہاتھوں نسل کشی، سوڈان میں خانہ جنگی، صومالی لینڈ کا معاملہ، یمن میں سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کا آمنے سامنے آجانا، کشمیر اور روہنگیا مسلمانوں کی حالتِ زار۔ بقول علامہ اقبال: ع

''برق گرتی ہے تو بیچارے مسلمانوں پر!''

مملکت خداداد پاکستان کی بات کریں تو نظریۂ اسلام پر قائم ہونے والی مسلم دنیا کی واحد ایٹمی قوت، جو پون صدی سے اشرافیہ کے قبضہ میں ہے، اپنی بقاء اور سلامتی کی جنگ لڑ رہی ہے۔ ہمارے نزدیک ملک کی سمت درست کرنے اور اُسے صحیح رُخ پر ڈالنے کے لیے ناگزیر ہے کہ اس کی اصل کی طرف لوٹا جائے۔ یہ ملک اسلام کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا۔ اس کی بقاء اور سلامتی بھی اسلام کو قائم اور نافذ کر کے ملک کو صحیح معنی میں ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانے میں مضمر ہے۔ ہمارے نزدیک علماء کرام کو حقیقی لیڈرشپ کا کردار ادا کرنا ہوگا کہ وہ عوام کو ساتھ ملا کر ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے اور ملک میں شریعت محمدی ﷺ کے قیام اور نفاذ کے لیے ایک بھرپور تحریک برپا کریں۔

یاد رہے کہ جب 1974ء میں علماء کرام کی رہنمائی میں عوام نے قادیانیوں کے خلاف بھرپور تحریک چلائی تھی تو پارلیمان اُنہیں غیر مسلم قرار دینے پر مجبور ہوگئی تھی۔ حال ہی میں مبارک ثانی قادیانی کیس میں علماء کرام، دینی جماعتوں، وکلاء برادری اور عوام الناس کے دباؤ سے خوف زدہ ہو کر قاضی صاحب اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور ہو گئے اور چند روز قبل ایڈیشنل سیشن جج لالیاں محترمہ عدیلہ الطاف علیانہ صاحبہ نے میرٹ کی بنیاد پر ملعون مبارک ثانی کو 27 سال قید کی سزا سنائی۔ ملک میں اسلامی نظام کے قیام ونفاذ کے لیے بھی ایسی ہی بھرپور تحریک برپا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم ملک وملت کو صحیح راستے پر گامزن کر سکیں۔ بیرونی دشمنوں کو پاش پاش کرنے، دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی عملی مدد کرنے حرمین شریفین اور الاقصیٰ کی حفاظت اور اندرونِ ملک دہشت گردی کے عفریت کے خاتمے کے لیے بھی یہ ناگزیر ہے۔ ایسا کریں گے تو دنیا میں بھی امن وخوشحالی حاصل ہوگی اور آخرت میں اللہ کے حضور کامیاب وکامران ٹھہریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین!

مجلس اتحادِ اُمّت کا اعلامیہ اور نفاذِ اسلام کی تحریک

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 26 دسمبر 2025ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

22 دسمبر 2025ء کو مجلس اتحادِ اُمت پاکستان کے زیر اہتمام علماء کا ایک مشترکہ مشاورتی علمی اجلاس کراچی میں منعقد ہوا جس کے بعد ملکی مسائل، حکومتی پالیسیوں اور آئینی معاملات کے حوالے سے پاکستان کی بڑی دینی جماعتوں اور ان کے علماء کرام کے مشترکہ موقف پر مشتمل ایک 10 نکاتی اعلامیہ جاری کیا گیا۔ اجلاس میں اس بات کی بھی ترغیب دلائی گئی کہ ملک بھر میں جمعہ کے خطابات میں اس اعلامیہ کے حوالے سے گفتگو کی جائے تاکہ عوام کے سامنے بھی بات آجائے۔ اسی طرح 23 دسمبر 2025ء کو لاہور میں بھی علماء کا ایک مشترکہ اجلاس منعقد ہوا جس میں سوشل میڈیا پر فحش نوعیت کی بدترین توہین رسالت ومقدسات جیسے حساس مسئلے پر گفتگو کی گئی اور ترغیب دلائی گئی کہ جمعہ کے خطابات میں ان مسائل پر عوام کو آگاہی فراہم کی جائے۔ ان دونوں اجلاسوں میں تنظیم اسلامی کی نمائندگی بھی رہی۔ کراچی والے اجلاس میں، میں نے خود شرکت کی اور تنظیم اسلامی کی جانب سے ان تمام مسائل پر کچھ گزارشات پیش کیں۔

مجلس اتحادِ اُمت کا اعلامیہ

مجلس اتحادِ اُمت کوئی الگ سیاسی یا دینی جماعت نہیں ہے بلکہ دینی جماعتوں کا ایک مشترکہ پلیٹ فارم ہے جس کا مقصد ملکی سیاسی، معاشی اور معاشرتی امور کے متعلق دینی جماعتوں کے مشترکہ موقف کو عوام کے سامنے لانا ہے۔ یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ آج دینی جماعتیں ایک مشترکہ فورم کی ضرورت واہمیت کو شدت سے محسوس کر رہی ہیں۔ آخر کب تک دینی طبقہ تقسیم در تقسیم کا شکار رہے گا؟ تنظیم اسلامی کے مختلف فورمز سے بارہا دینی طبقہ کو ایک مشترکہ پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی دعوت دی گئی اور جہاں بھی کسی ایسے مشترکہ فورم پر ہمیں دعوت دی گئی ہم نے وہاں شمولیت بھی اختیار کی۔ بہرحال حالیہ مشاورتی علمی اجتماع میں تمام دینی جماعتوں کی اعلیٰ قیادتوں نے شرکت کی اور آخر میں 10 نکاتی مشترکہ اعلامیہ پیش کیا گیا۔ اعلامیہ کا پہلا نکتہ نفاذِ شریعت کے حوالے سے ہے، یہی تنظیم اسلامی کا اولین موقف ہے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اور اس کا نام بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ آئین میں بھی طے ہے کہ یہاں حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی ہوگی اور قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوگی۔ مشاورتی اجتماع میں بھی اس بات کا مطالبہ کیا گیا کہ مملکت خداداد پاکستان میں آئین کی رو سے شریعت اسلامیہ کے فوری نفاذ کو یقینی بنایا جائے۔ ملک کے حکمرانوں کا فرض ہے کہ اللہ کی شریعت کو

مرتب: ابوابراهیم

اس مملکتِ خداداد میں نافذ کریں۔ اسلام ہی وہ واحد چیز ہے جس نے ہمیں جوڑ کر ایک قوم بنایا تھا اور اسلام ہی ہمیں جوڑ کر رکھ سکتا ہے۔ ورنہ ہماری زبانیں، رنگ، نسل، خطے، برادریاں، قبیلے سب الگ الگ ہیں۔ چنانچہ اس ملک کی سالمیت اور استحکام اگر ہمارے حکمرانوں کو مطلوب ہے تو ان کا اولین کام یہی ہونا چاہیے کہ اسلام کو انفرادی اور اجتماعی سطحوں پر ملک میں نافذ کریں۔ دوسرا نکتہ اسی تسلسل میں ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل ایک ریاستی ادارہ ہے اور اس نے نفاذِ شریعت کے حوالے سے اپنا تحقیقی کام مکمل کیا ہوا ہے۔ آئین اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس ادارے کی سفارشات کو پارلیمنٹ میں بحث کے لیے پیش کیا جائے اور آئین اور دستور میں جو شقیں اسلام کے خلاف ہیں انہیں ختم کیا جائے اور نئے قوانین بنائے جائیں جو اسلامی اصولوں سے مطابقت رکھتے ہوں۔ یہ وہ مطالبات ہیں جو تنظیم اسلامی شروع دن سے پیش کرتی آئی ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ پارلیمنٹ میں جب کوئی بل پیش کیا جاتا ہے تو ممبرانِ اسمبلی بغیر پڑھے، سمجھے صرف پارٹی قیادت، حکومت یا کسی ''تیسری قوت'' کی ہدایت پر ووٹ دیتے ہیں۔ کبھی ایک سانس میں 33 بل پاس ہو جاتے ہیں، کبھی اس سے زیادہ بھی ہو جاتے ہیں، کون پڑھے اور کون دیکھے کہ بل میں لکھا کیا گیا ہے۔ یہ آئین کے ساتھ بھی کھلواڑ ہے اور بعض اوقات غیر شرعی قوانین پاس کر کے شریعت کے ساتھ بھی کھلواڑ کیا جاتا ہے۔ بہرحال علماء کے 10 نکاتی اعلامیہ کے دوسرے نکتہ میں یہ تقاضا کیا گیا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے اور علماء سے بھی مشاورت کی جائے۔ اسی کے ذیل میں یہ بات بھی آئی کہ وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بینچ میں مستند علماء کرام کا تقرر عمل میں لایا جائے۔ وفاقی شرعی عدالت میں کم ازکم تین علماء کا تقرر ہونا چاہیے۔ اسی طرح سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ کو فعال کیا جائے اور جو کیسز لٹکے ہوئے ہیں ان پر سماعت شروع کی جائے۔ جیسا کہ سود کے حوالے سے وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ 2022ء سے لٹکا ہوا ہے۔

تیسرا نکتہ سودی نظام کے خاتمے کے حوالے سے ہے۔ 26ویں آئینی ترمیم کے مطابق طے شدہ مدت کے اندر (31 دسمبر 2027ء تک) ملک سے سودی نظام کے مکمل خاتمے کو یقینی بنانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس حوالے سے جتنی بھی غیر اسلامی شقیں آئین اور قانون میں موجود ہیں انہیں ختم کیا جائے۔ مگر ابھی تک اس حوالے سے کوئی پیش رفت نظر نہیں آرہی۔ اس کے برعکس اکثر بینکوں کو استثناء دیا جا رہا ہے اور اس کے لیے غیر ملکی شیئر ہولڈنگ کو بہانہ بنایا جا رہا ہے۔ قرآن مجید پر اس طرزِ عمل پر سخت گرفت کی گئی ہے۔ فرمایا: ﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ﴾ (البقرۃ:85)

''تو کیا تم کتاب کے ایک حصے کو مانتے ہو اور ایک کو نہیں مانتے؟''

اللہ تعالیٰ نے جب سود کو حرام قرار دے دیا ہے تو

پھر بہانے بنا کر دین کے ساتھ کھلواڑ کرنا انتہائی افسوسناک ہے۔ اصل مسئلہ نیت کا فتور ہے۔ 1991ء میں وفاقی شرعی عدالت کے جسٹس (مرحوم) ڈاکٹر تنزیل الرحمان نے فیصلہ دیا تھا کہ بینک انٹرسٹ سود ہے۔ اُن سے پوچھا گیا کہ پاکستان سے سود کا دھندہ ختم ہوسکتا ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا اگر حکمرانوں کی نیت ٹھیک ہو تو ختم ہوسکتا ہے۔

چوتھا نکتہ یہ تھا کہ صدر مملکت اور آرمی چیف سمیت کسی کو بھی آئینی استثناء حاصل نہیں ہونا چاہیے۔ 27ویں آئینی ترمیم کے تحت صدرِ مملکت اور آرمی چیف کو جو تاحیات استثناء دیا گیا ہے اُس کو ختم کیا جائے۔ ہمارے دین میں استثناء کا کوئی تصور نہیں ہے۔ حتیٰ کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ کے آخری ایام میں اپنے آپ کو پیش کیا کہ اگر میں نے کسی کے ساتھ کوئی زیادتی کی ہو تو مجھ سے بدلہ لے لیں۔ اسی طرح خلیفہ دوم سیدنا حضرت عمرؓ سے جمعہ کے خطبہ کے دوران سوال کیا گیا کہ جو لباس آپ نے پہنا ہے، یہ کہاں سے آیا؟ آپؓ نے خطبہ روک کر پہلے حساب دیا۔ خلیفہ چہارم سیدنا علیؓ عدالت میں پیش ہوئے اور قاضی کے سامنے کھڑے رہے۔ اُن کے بیٹے اور غلام کی گواہی قبول نہ کی گئی اور فیصلہ اُن کے حریف جو کہ ایک یہودی تھا، کے حق میں آیا۔ آپؓ نے عدالت کے فیصلے کو قبول کیا۔ جب اللہ کے رسول ﷺ اور خلفائے راشدین کے لیے استثناء نہیں تھا تو صدر پاکستان اور فیلڈ مارشل کی کیا حیثیت ہے؟ قانون سب کے لیے برابر ہونا چاہیے۔ کسی بھی شخص کو قانونی استثناء دینا قرآن و سنت کے منافی ہے۔

علماء کے مشترکہ اعلامیہ میں پانچواں نکتہ یہ تھا کہ 18 سال سے کم عمر لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی پر پابندی کا جو قانون بنایا گیا ہے، یہ غیر شرعی ہے، اس کو ختم کیا جائے۔ اس غیر شرعی قانون میں ایک طرف 18 سال سے کم عمر کی شادی کو ناجائز کہا گیا ہے اور دوسری طرف یہ بھی کہا گیا کہ اس کے نتیجے میں اگر بچہ پیدا ہوجائے تو اس کی کفالت کی ذمہ داری مرد پر ہوگی۔ یعنی مسئلہ صرف نکاح سے ہے۔ اس طرح کے غیر شرعی قوانین بنا کر دین اسلام کے ساتھ کھلواڑ کیا جارہا ہے۔ اس قانون کے خلاف عدالتی کارروائی بھی چل رہی ہے۔

اعلامیہ کا چھٹا نکتہ ٹرانس جینڈر ایکٹ کے حوالے سے ہے۔ 2018ء میں ساری سیاسی جماعتوں نے اس کو پاس کر دیا تھا۔ صرف جماعت اسلامی اور جمعیت علماء اسلام کی جانب سے چند آوازیں اس کے خلاف اُٹھی تھیں۔ بعد میں دیگر سیاسی جماعتوں کے کچھ لوگوں کو احساس ہوا کہ بہت بڑا بلنڈر ہوگیا ہے۔ قانون یہ تھا کہ اگر کوئی مرد کہے کہ میں مرد نہیں بلکہ عورت ہوں تو اس کو قانونی طور پر عورت ہی قرار دیا جائے گا اور کوئی عورت کہے کہ میں عورت نہیں بلکہ مرد ہوں تو اُس کو مرد قرار دیا جائے۔ اس طرح ہم جنس پرستی کے شیطانی ایجنڈے کو پروموٹ کیا گیا۔ اس پر بعد میں دینی جماعتوں نے بھی آواز اُٹھائی کہ اگر کوئی پیدائشی طور پر خنثیٰ ہے تو اس کو حقوق ملنے چاہئیں لیکن ہم جنس پرستی کا راستہ کھولنے کی قطعاً اجازت نہیں دی جائے گی۔ مجلس اتحاد اُمت کے اعلامیہ میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ اس قانون کو ختم کیا جائے۔

ساتواں نکتہ دہشت گردی کے حوالے سے ہے۔ اس میں یہ نکتہ بھی بیان ہوا کہ ایک ملک جو خود کو اسلامی جمہوریہ قرار دیتا ہے وہاں معاشرے کی اصلاح کے لیے یا حکومت سے کوئی مطالبہ منوانے کے لیے اگر کوئی اسلحہ اُٹھائے تو یہ شرعاً درست نہیں ہے۔

آٹھواں نکتہ پاک افغان تعلقات کے حوالے سے ہے۔ لکھا ہے کہ پاکستان اور افغانستان کے درمیان کشیدگی اور جنگ کے خطرات کو ختم کرنے کے لیے مذاکرات ہونے چاہئیں۔ غلطیاں دونوں طرف سے ہوسکتی ہیں مگر ان کو دہرانا عقل مندی نہیں ہے۔ حکمت اسی میں ہے کہ ماضی کی تلخیوں کو بھلا کر افہام اور تفہیم کا راستہ اختیار کیا جائے۔ اعلامیہ میں یہ بات بھی کی گئی کہ افغانستان کی سرزمین کسی بھی ملک میں دہشت گردی کے لیے استعمال نہیں ہونی چاہیے۔ افغانستان کے ایک ہزار علماء بھی یہی بات کہہ چکے ہیں۔ حکومت پاکستان بھی امریکہ کی غلام نہ بنے بلکہ برادر اسلامی ملک کی حیثیت سے اپنے تعلقات ہمسایہ مسلم ممالک سے قائم کرے۔ کچھ عرصہ پہلے پشاور میں بھی تمام مکاتب فکر کے علماء اور دینی وسیاسی جماعتوں کا ایک مشترکہ اجتماع ہوا تھا، اس میں بھی یہی طے ہوا تھا کہ پاک افغان تعلقات کو مذاکرات کے ذریعے بحال کرنا چاہیے۔ فوج کے ریٹائرڈ اعلیٰ عہدیداران کا بھی یہی موقف ہے۔ تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے ہمیشہ یہ یاددہانی کروائی گئی ہے کہ احادیث میں جس خراسان کا ذکر ہے وہ افغانستان اور شمالی پاکستان کا علاقہ ہے، یہاں سے اسلامی لشکر حضرت مہدیؒ اور حضرت عیسیٰؑ کی نصرت کے لیے جائے گا۔ لہٰذا اس علاقے میں بجائے اس کے کہ مسلمان مسلمان کا خون بہائے، سب متحد ہو کر مستقبل کی تیاری کریں۔

9واں نکتہ مدارس کے حوالے سے ہے۔ لکھا ہے کہ آج کا یہ تمام مکاتبِ فکر کا نمائندہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دینی مدارس و جامعات کے ساتھ کیے گئے میثاق اور اس کی بنیاد پر نافذ ہونے والے قانون پر لفظاً و معناً عمل کیا جائے اور اس میں نت نئی رکاوٹیں نہ پیدا کی جائیں۔ مدارس کا اپنا نصاب ہے لیکن حکومت اس کو قبول نہیں کرنا چاہتی۔ مدارس اپنے اکاؤنٹس کھولنا چاہتے ہیں وہاں رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں۔ حکومتی اداروں کے اپنے بعض اعداد و شمار کے مطابق تقریباً تین کروڑ بچے اسکولوں سے باہر بیٹھے ہیں، ریاست و حکومت ان کی تعلیم کا انتظام کرنے سے قاصر ہے۔ ایسے میں دینی مدارس و جامعات کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے کہ یہ اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے دینی و عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ کفالت کا بھی انتظام کرتے ہیں اور بڑی تعداد میں طلبہ و طالبات ان اداروں میں زیرِ تعلیم ہیں۔ یہ ادارے انہی علاقوں سے، جہاں آج شورش ہے، قوم کے بچوں کو لا کر پاکستان کے محب وطن شہری اور اچھے مسلمان بناتے ہیں، شرح تعلیم میں اضافہ کرتے ہیں۔ اعلامیہ میں یہ کہا گیا کہ مدارس کی رجسٹریشن کو آسان بنایا جائے۔

اعلامیہ کا آخری اور دسواں نکتہ یہ تھا کہ حماس کو غیر مسلح کرنے کے لیے پاکستانی فوج کو ہرگز نہ بھیجا جائے۔ امریکہ کی طرف سے حماس سے نمٹنے کے لیے مسلم ممالک سے افواج بھیجنے کا مطالبہ کیا جارہا ہے۔ یہ اسرائیل کو تقویت پہنچانے کے مترادف ہوگا۔ اعلامیہ میں کہا گیا کہ مسلم ممالک کی افواج کو فلسطین کی آزادی، مسجد اقصیٰ کی آزادی کے لیے لڑنا چاہیے نہ کہ اسرائیل کو مضبوط کرنے کے لیے۔ لہٰذا پاکستان کو کسی بھی ایسے عمل میں حصہ نہیں لینا چاہیے جس سے اسرائیل کو تقویت ملتی ہو۔

اسی طرح 23 دسمبر کو لاہور میں تمام مکاتب فکر کے علماء کا ایک مشترکہ اجتماع ہوا۔ اس میں بھی کئی نوعیت کے معاشرتی مسائل پر گفتگو کی گئی۔ ان میں سے ایک نہایت ہی سنگین مسئلہ پورنوگرافک بلاس فیمی کا ہے۔ سوشل میڈیا کے ذریعے جو بے حیائی اور فحاشی پھیل رہی ہے اس کو اب توہین مذہب، توہین رسالت اور توہین صحابہ و صحابیاتؓ کے لیے بھی استعمال کیا جارہا ہے۔ یہ شیطانی کھیل جہاں ہماری نسلوں کے ایمان اور روح کو برباد کر رہا ہے وہیں اس نے معاشرے کو بھی تباہی کے کنارے پر لا کھڑا کیا ہے۔ حکومت اور ریاستی اداروں کو اس حوالے سے اپنا ذمہ دارانہ کردار ادا کرنا چاہیے۔ آج اگر کسی جرنیل یا سیاستدان یا حکومتی عہدیدار کے خلاف کوئی گستاخی کر دے تو راتوں رات اُس کا سافٹ ویئر

اپ ڈیٹ ہوجاتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ، اللہ کے رسول ﷺ، اللہ کی کتاب، صحابہ کرام اور اُمہات المومنین رضی اللہ عنہم کے خلاف اس قدر سنگین گستاخیاں ہورہی ہوں تو کیا گستاخوں کو سزا نہیں ملنی چاہیے؟ ریاستی اداروں نے ایسے کئی گستاخوں کو رنگے ہاتھوں پکڑا ہے، سارے ثبوت موجود ہیں جن کو دیکھتے ہوئے، ججز اور وکلاء کی بھی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کہ یہ کس قسم کے شیطانی کام ہمارے ملک میں ہورہے ہیں۔ لیکن لاہور ہائی کورٹ کی جانب سے ایسے پانچ سنگین مجرموں کو رہا کردیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ کسی ملعون کو پاکستان سے بھگانا ہو تو راتوں رات سپریم کورٹ اور ہماری حکومت حرکت میں آجاتی ہے، کیا قرآن پاک کی کوئی عزت ہمارے دلوں میں نہیں رہ گئی؟ پیغمبر ﷺ کا کوئی تقدس ہمارے دلوں میں نہیں رہ گیا؟ کیا ہماری غیرت مرچکی ہے؟ ایسے حالات میں جبکہ قرآن پاک کی بے حرمتی کی جارہی ہو تو حکمرانوں کو نیند کیسے آجاتی ہے؟ روزِ محشر اللہ کو کیا جواب دیں گے؟ اللہ کے رسول ﷺ سے کس منہ سے شفاعت کے طلب گار ہوں گے؟ اس ضمن میں والدین سے بھی خصوصی اپیل کی گئی کہ اپنے بچوں پر نظر رکھیں کہ وہ سوشل میڈیا کا استعمال کس طور پر کررہے ہیں۔

اس آل پارٹیز کانفرنس کے مشترکہ اعلامیہ میں یہ کہا گیا ہے کہ ناموس رسالت کے قانون 295 سی کے دفاع میں مضبوط تحریک شروع کی جائے گی۔ توہین مذہب اور توہین رسالت کے مجرموں کو سزا دلوانے کے لیے ہر ممکن قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔ اس کے علاوہ خطبات جمعہ میں بھی عوام کو اس مسئلہ کی سنگینی سے آگاہ کیا جائے گا۔ اعلامیہ میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ان لوگوں کی تحسین کی گئی جنہوں نے گستاخوں کو پکڑا، سارے شواہد اور ثبوت اکٹھے کیے۔ لیکن عدالتوں نے ایسے مجرموں کو رہا کرکے ملک میں انتشار پیدا کرنے کی جو کوشش کی ہے وہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ صدر مملکت، وزیراعظم پاکستان اور فیلڈ مارشل جو حافظ قرآن بھی ہیں، کیا اس معاملے پر نوٹس نہیں لیں گے؟ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں یہ کس قسم کے کام ہورہے ہیں؟

آخر میں ہم یہ کہیں گے کہ مجلس اتحادِ اُمت کے عنوان سے کراچی میں علماء کا جو فورم قائم ہوا اور اسی طرح لاہور میں جو اجتماع ہوا ہے، ان کوششوں کو جاری رہنا چاہیے۔ ایسے فورمز ہوں گے تو اُمت کی رہنمائی بھی ہوگی اور اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلامی معاشرے کے قیام کی جدوجہد کو بھی تقویت ملے گی، خطبات جمعہ کے ذریعے لوگوں کو اہم دینی، سیاسی اور ملکی امور کے متعلق آگاہی بھی ملتی رہے گی۔ اسی طرح سپریم کورٹ کا شریعت اپیلٹ بنچ فعال نہیں ہورہا، علماء کے مشترکہ فورم کو اس حوالے سے بھی حکومت پر دباؤ ڈالنا چاہیے، وفاقی شرعی عدالت میں علماء کے تقرر کے لیے بھی کوشش جاری رکھنی چاہیے۔ جہاں تک دہشت گردی اور مسلح گروہوں کا تعلق ہے کہ اس کی ہر سطح پر مذمت کی جانی چاہیے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ منہج انقلاب نبوی ﷺ کی روشنی میں برسوں سے یہ نکتہ بیان کرتے رہے کہ جہاں مسلمانوں کا معاشرہ ہو وہاں نفاذِ دین کے لیے اسلحہ اُٹھانا جائز نہیں ہے۔ علماء بھی جانتے ہیں کہ خروج کی اپنی شرائط ہوتی ہیں اور وہ شرائط ہمارے معاشرے میں پوری نہیں ہوتیں۔ لہٰذا کسی بھی قسم کی مسلح جدوجہد حرام ہوگی۔

دوسری طرف ہمارے حکمرانوں اور ریاستی اداروں کو بھی چاہیے کہ وہ پاکستان کی حکومت کو حقیقی معنوں میں اسلامی حکومت بنانے کی کوشش کریں۔ حکمران خود بھی غور کریں اور مفتیان کرام بھی حکومت کو بتائیں کہ اسلامی حکومت کیا ہوتی ہے۔ کیا کسی اسلامی حکومت میں سود کا دھندہ سرعام چل سکتا ہے؟ بے حیائی کا لائسنس ملتا ہے؟ شراب کے لائسنس مل سکتے ہیں؟ وہاں شریعت کے خلاف قانون سازی ہوتی ہے؟ عدل کے تقاضوں کو پامال کیا جاتا ہے؟ وہاں مسلمانوں کو چھوڑ کر غیر مسلموں کو زیادہ حقوق دیے جاتے ہیں؟ ان سب چیزوں کو مدنظر رکھیں تو پتا چلے گا کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ لہٰذا اگر پاکستان میں اسلامی حکومت نہیں ہے تو ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم اسلامی حکومت کے قیام کے لیے پُرامن جدوجہد کریں۔

ہم دوبارہ اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ مسلح جدوجہد کی گنجائش ہرگز نہیں اور ایسا کرنا نہ صرف حرام ہے بلکہ یہ دہشت گردی کے زمرے میں شمار ہوتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ یہ کہتے کہتے دنیا سے چلے گئے۔ اُن کا کہنا تھا نفاذ اسلام کے لیے پُرامن، منظم اور غیر مسلح تحریک چلنی چاہیے۔ الحمدللہ آج علماء بھی یہی بات کہہ رہے ہیں۔ مجلس اتحادِ اُمت کے پلیٹ فارم سے بھی علماء نے یہی مطالبہ کیا۔ 14 اپریل 2010ء کو جب ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا انتقال ہوا تو اس دوران لاہور میں مکتبہ دیوبند کے 250 علماء کا ایک اجلاس منعقد ہوا اور اس میں بھی یہی کہا گیا کہ دہشت گردی کے خاتمے کا اصل حل یہ ہے کہ پُرامن اور غیر مسلح تحریک کے ذریعے نفاذ اسلام کی جدوجہد کی جائے۔ یہ اصل میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی محنت کی قبولیت تھی۔ یہی بات 2018ء میں مفتی تقی عثمانی صاحب نے بھی کی کہ پاکستان میں نفاذ شریعت کے لیے پُرامن تحریک چلائی جانی چاہیے۔ یہی تنظیم اسلامی کا موقف ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام دینی جماعتوں کو عملی طور پر نفاذِ اسلام کے لیے پُرامن اور منظم تحریک کا حصہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ جنوری 2026ء

رجب المرجب ۱۴۴۷ھ

مشمولات

☆ عرضِ احوال: فیض حمید کو سزا: احتساب کی ایک نئی روایت؟ — رضاء الحق

☆ درسِ قرآن: سُورَةُ الْبَقَرَة (۴) — ڈاکٹر اسرار احمدؒ

☆ ابوظبی سیریز: عظمتِ قرآن (۲) — ڈاکٹر اسرار احمدؒ

☆ منبر و محراب: آیت الکرسی: فضیلت، مفہوم اور تقاضے — شجاع الدین شیخ

☆ ظروف و احوال: خود احتسابی — ایوب بیگ مرزا

☆ حسنِ معاشرت: وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا — بیگم ڈاکٹر عبدالخالق

☆ حقیقتِ دین: أَسْمَاءُ اللّٰهِ الْحُسْنٰى (۶) — پروفیسر حافظ قاسم رضوان

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 60 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرون ملک) 600 روپے

مکتبہ خُدام القرآن لاہور — K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501(042)

maktaba@tanzeem.org 0301-1115348

اسرائیل ناجائز صیہونی ریاست ہے اور ٹرمپ صیہونیوں کا غلام ہے۔ لہٰذا ان کے کسی معاہدے پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا: رضاء الحق

کسی پاکستانی کے لیے ممکن نہیں کہ وہ اسرائیل کے لیے لڑے، لہٰذا پاکستان کو غزہ میں اپنی فوج نہیں بھیجنی چاہیے: ڈاکٹر فرید احمد پراچہ

حماس اپنے وطن کی آزادی کے لیے لڑ رہی ہے جبکہ اسرائیل اور اس کے اتحادی دنیا کے امن کے لیے اصل خطرہ ہیں: ڈاکٹر محمد عارف صدیقی

”عالم اسلام کے خلاف کفار کی یلغار اور اس کا حل“

پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: فلوریڈا میں ڈونلڈ ٹرمپ اور نیتن یاہو کے درمیان ہونے والی ملاقات میں حماس کو غیر مسلح کرنے کی دھمکی دی گئی ہے لیکن جنگ بندی کے باوجود اسرائیل کی جانب سے 400 سے زائد فلسطینی مسلمانوں کی شہادت، جن میں ابوعبیدہ بھی شامل ہیں، پر ایک جملہ بھی نہیں بولا گیا۔ کیا ایسے طرزِ عمل سے خطے میں امن قائم ہوسکے گا؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: ٹرمپ اور نیتن یاہو میں کوئی فرق نہیں ہے، وہ بس ایک دوسرے کے ترجمان ہیں۔ ٹرمپ نے نیتن یاہو کو کلین چٹ دے رکھی ہے کہ وہ معاہدے پر 100 فیصد عمل درآمد کر رہا ہے لیکن دنیا دیکھ رہی ہے کہ معاہدے کے باجود اسرائیل نے 414 فلسطینیوں کو شہید کیا ہے اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب اہل غزہ پر بمباری نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ غزہ کے جو لوگ قطاروں میں لگ کر خوراک حاصل کرتے ہیں ان پر بھی گولیاں برسائی جاتی ہیں، رہائشی خیموں پر بمباری کر کے نہتے مسلمان بچوں اور عورتوں کو شہید کیا جاتا ہے۔ معاہدے میں طے ہوا تھا کہ اسرائیل خوراک اور امدادی سامان کو نہیں روکے گا لیکن اسرائیل نے تمام راستے بند کر کے قحط جیسی صورت حال پیدا کر دی ہے اور غذائی قلت کی وجہ سے روزانہ شہادتیں ہو رہی ہیں۔ شدید سردی اور بارش کی وجہ سے یہ شہادتیں مزید بڑھ رہی ہیں۔ اس وحشیانہ انسانی المیہ پر نہ تو اقوام متحدہ کے ادارے کچھ کہہ رہے ہیں اور نہ ہی انسانی حقوق کی کوئی تنظیم آواز اُٹھا رہی ہے۔ ٹرمپ روز بیان دے رہا ہوتا ہے کہ میں نے 8 جنگیں رکوادیں اور ہمارے حکمران بھی اُس کو نوبل انعام دلوانے کے لیے بے تاب تھے لیکن عملی طور پر صورت حال یہ ہے کہ غزہ سے اسرائیلی افواج کا انخلا ہونا تھا جو ابھی تک نہیں ہوا۔ فلسطین کی ٹیکنو کریٹ حکومت قائم ہونی تھی لیکن ابھی تک نہیں ہوئی، فلسطینی ریاست کا جو وعدہ کیا گیا تھا اس کی طرف ایک قدم آگے نہیں بڑھا۔ رفع بارڈر ابھی تک نہیں کھولا گیا۔ یہ سب چیزیں معاہدے میں شامل تھیں۔ ان کے بارے میں کوئی کچھ نہیں کہتا۔ صرف حماس کو غیر مسلح کرنے پر زور دیا جا رہا ہے۔ یعنی ٹرمپ کچھ نہیں کر رہا سوائے اس کے کہ اسرائیلی ایجنڈے کو آگے بڑھا رہا ہے۔ حالانکہ حماس نے اسرائیلی قیدیوں کو رہا کر کے دنیا کو بتا دیا کہ وہ معاہدے پر عمل درآمد کرنا چاہتے ہیں۔ امریکہ اور یورپی یونین نے ایک مفروضہ قائم کر لیا ہے کہ حماس دہشت گرد ہے اور وہ حکومت نہیں کر سکتے۔ حالانکہ حماس نے 2007ء میں عوام سے ووٹ لے کر ثابت کر دیا کہ وہ حکومت کر سکتے ہیں۔ عوام اب بھی اُن کے ساتھ ہیں، اس قدر اسرائیلی مظالم کے باوجود بھی عوام نے حماس کا ساتھ نہیں چھوڑا بلکہ دنیا بھر میں حماس کی حمایت میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ جبکہ اسرائیل کے خلاف نفرت پوری دنیا میں بڑھ رہی ہے۔ امریکہ اور یورپ کی یونیورسٹیوں میں اسرائیل کے خلاف پروگرامز ہو رہے ہیں۔ اس سب کے باجود ٹرمپ ڈھٹائی کے ساتھ نیتن یاہو کے ساتھ کھڑا ہوا ہے۔ اصل المیہ تو مسلم حکمرانوں کا ہے۔ اگر مسلم حکمران یہ سمجھتے کہ مسجدِ اقصیٰ اور فلسطین کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہے جس کے لیے اہل غزہ نے اس قدر عظیم قربانیاں دی ہیں تو امریکہ یا یورپی ممالک کے لیے بیچ میں آنے کی گنجائش ہی پیدا نہ ہوتی۔ لیکن مسلم حکمرانوں نے امریکہ اور اسرائیل سے خوفزدہ ہو کر مختلف موقف اپنایا اور اس وجہ سے صورت حال مختلف ہوگئی۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

رضاء الحق: اسرائیل ناجائز صیہونی ریاست ہے اور ٹرمپ صیہونیوں کا غلام ہے۔ لہٰذا ان کے کسی معاہدے پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بھی یاد رہے کہ دینی تعلیمات کی روشنی میں اور قائداعظم کے پالیسی بیان کے مطابق ریاست صرف ایک ہوگی اور وہ فلسطین کے مسلمانوں کی ہوگی۔ آپ دیکھئے کہ جنگ بندی کے معاہدے کے باوجود انہوں نے القسام بریگیڈ کے ترجمان ابوعبیدہ کو شہید کر دیا، رفع بریگیڈ کے کئی اہم عہدیداروں کو بھی شہید کر دیا۔ ٹرمپ اور نیتن یاہو اہل غزہ کے خلاف جنگ جاری رکھے ہوئے اور دوسری طرف وہ مسلم ممالک سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ حماس کو غیر مسلح کیا جائے۔ کونسل آف فارن ریلیشنز کا ایک تحقیقی ادارہ پی پی ایس ہے، اس نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ 2026ء جنگوں کا سال ہوگا اور مشرق وسطیٰ میں علاقائی جنگیں ختم نہیں ہوں گی۔ یعنی ایک طرف وہ جنگوں کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں اور دوسری طرف حماس کو غیر مسلح کرنے کی بات بھی کر رہے ہیں۔

سوال: ڈونلڈ ٹرمپ اور نیتن یاہو کے درمیان ہونے والی ملاقات میں ایران کو بھی دھمکی دی گئی ہے کہ اگر اس نے جوہری اور میزائل پروگرام کو جاری رکھا تو ہم کارروائی کرنے کے لیے بی ٹو بمبار طیارے استعمال کریں گے۔ کیا اس دھمکی کے بعد خطے میں کشیدگی میں مزید اضافہ نہیں ہوگا؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: پہلی بات یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں اسرائیل اور امریکہ کی ساکھ بہت متاثر ہو رہی ہے، حتیٰ کہ اسرائیل اپنی سپورٹس ٹیمیں بھی یورپ اور امریکہ میں نہیں بھیج سکتا۔ اس کا مطلب ہے کہ دنیا میں ان کی جو ساکھ بنی ہوئی تھی کہ وہ سپریم پاور ہیں وغیرہ وغیرہ اُس کو حماس نے خاک میں ملا دیا ہے۔ اب امریکہ اور اسرائیل کے لیے اپنی ساکھ کو بچانا سب سے بڑا مسئلہ بن گیا ہے۔ اس لیے اب ان کا طرزِ عمل کھسیانی بلی کھمبا نوچے جیسا بن گیا ہے کہ کبھی ایران کو دھمکی دیتے ہیں، کبھی قطر پر حملہ کرتے ہیں اور کبھی کچھ کرتے ہیں کہ کسی طرح ان کی ساکھ بچ جائے۔ امریکہ کے

نزدیک اسرائیلی ریاست کا قیام ہر حال میں قائم رکھنا، ان کی بالادستی کو عرب خطے میں برقرار رکھنا اور اسرائیل کے لیے سپورٹ مہیا کرنا ہی امن ہے۔ اس کے برعکس فلسطینیوں کا اپنے حقوق اور آزادی کے لیے لڑنا، اسرائیل کے قیام کو چیلنج کرنا دہشت گردی ہے۔ اپنے اسی تصور کی بنیاد پر وہ حماس کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح ایران کو بھی سزا دینا چاہتے ہیں۔ دراصل طاقت کا کوئی قانون نہیں ہوتا۔ تمام تر اخلاقی ضابطے طاقت کے آگے سرنگوں ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر اخلاقی ضابطوں کے مطابق دیکھا جائے تو دنیا کے امن کے لیے اصل خطرہ اسرائیل ہے۔ اسرائیل ہی ہے جو امریکہ کو بھی انگلیوں پر نچا رہا ہے اور دنیا بھر میں جنگوں میں جھونک رہا ہے۔ اسرائیل نے خود کسی ایٹمی عدم پھیلاؤ کے معاہدے پر دستخط نہیں کر رکھے اور وہ جوہری ہتھیاروں کے استعمال کی دھمکی بھی دے چکا ہے، اس پر پوری دنیا کے ممالک خاموش ہیں۔ ایران اگر اپنے دفاع کے لیے جوہری صلاحیت حاصل کرنا چاہتا ہے یا میزائل بنا رہا ہے، اس پر امریکہ اور یورپ کو کیوں تکلیف ہو رہی ہے؟ اگر عالم اسلام مغرب کے اس دوہرے معیار کو پہچان لے اور امریکہ اور اسرائیل کو اپنا ملجا اور ماویٰ ماننا چھوڑ دے تو شاید صورت حال بدل سکتی ہے۔

سوال: ٹرمپ کے غزہ امن معاہدے کے تحت کہا جا رہا ہے کہ فلسطین میں استحکام فورس قائم کی جائے گی جس میں شمولیت کے لیے پاکستان نے بھی حامی بھری ہے۔ اب پاکستانی وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ ہم حماس کو غیر مسلح کرنے کے لیے نہیں بلکہ امن قائم کرنے کے لیے جائیں گے۔ پاکستان کے حالیہ موقف سے کیا تاثر ملتا ہے؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: پاکستانی وزیر خارجہ نے ٹھیک کہا ہے۔ ہمیں حماس کو غیر مسلح کرنے کے کسی عمل میں حصہ نہیں لینا چاہیے۔ اب تو خود اسرائیلی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان اور ترکی کی افواج کو غزہ میں قبول نہیں کیا جائے گا۔ انہیں معلوم ہے کہ ترک اور پاکستانی افواج کسی صورت اسرائیل کا ساتھ نہیں دیں گی بلکہ وہ فلسطینیوں کی حفاظت کریں گی۔ میں چاہتا ہوں کہ پاکستانی افواج وہاں جائیں، کیونکہ وہاں جا کر آپ وہ کچھ کر سکتے ہیں جو یہاں بیٹھ کر نہیں کر سکتے۔ نائن الیون کے بعد بظاہر سب کو ایسا لگتا تھا کہ پاک فوج نے امریکہ کا ساتھ دیا ہے لیکن اصل حقیقت امریکی بھی جانتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ افغانستان سے جاتے وقت امریکہ نے سارا الزام پاکستان پر ڈال دیا کہ اس کی وجہ سے ہمیں شکست ہوئی ہے۔

رضاء الحق: پاکستان کو کسی پیس کیپنگ فورس کا حصہ نہیں بننا چاہیے۔ ایک اصولی وجہ تو یہ ہے کہ اسی ٹاسک فورس کا مینڈیٹ ابھی تک طے نہیں ہوا۔ کیا پاکستان فوج اسرائیل کی غزہ میں جارحیت کو برداشت کرے گی یا ٹاسک فورس کا حصہ ہوتے ہوئے جوابی کارروائی بھی کرے گی؟ لبنان میں بھی پیس کیپنگ فورس بنائی گئی لیکن آج تک جب بھی اسرائیل لبنان پر بمباری کرتا ہے تو پیس کیپنگ فورس کچھ بھی نہیں کر پاتی۔ اسی طرح غزہ میں اسرائیل اب تک بمباری کر رہا ہے، لوگوں کو شہید کر رہا ہے، نسل کشی کر رہا ہے۔ کیا کوئی پیس کیپنگ فورس اسرائیل کو روک پائے گی؟ پاکستان اور ترکی کی افواج کو اسرائیل شاید اسی لیے قبول نہیں کر رہا کہ وہ اسرائیلی جارحیت کو برداشت نہ کریں۔

حماس نے اسرائیل اور امریکہ کی ساکھ کو خاک میں ملا دیا ہے۔ حتیٰ کہ اسرائیل اپنی سپورٹس ٹیمیں بھی یورپ اور امریکہ میں نہیں بھیج سکتا۔

سوال: سعودی عرب اور یمن کے درمیان جو کشیدگی پائی جاتی تھی، اب وہ باقاعدہ جنگ کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ دونوں ممالک کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی کے اصل محرکات کیا ہیں؟

رضاء الحق: بدقسمتی سے ایک ایسے وقت میں جب مسلم ممالک کو متحد ہونا چاہیے تھا، وہ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ یمن میں خانہ جنگی 2015ء میں شروع ہوئی تھی۔ حوثی باغیوں کو ایران سپورٹ کر رہا تھا جبکہ ان کے مخالف گروہوں کو سعودی عرب کی سرکردگی میں جی سی سی ممالک کی مدد حاصل تھی۔ متحدہ عرب امارات بھی سعودی عرب کا اتحادی تھا۔ شنید ہے کہ حال ہی میں متحدہ عرب امارات کے دو جہاز یمن کی طرف اسلحہ لے کر جا رہے تھے کہ سعودی عرب نے ان پر بمباری کر دی۔ یہاں سے کشیدگی مزید بڑھ گئی اور اب متحدہ عرب امارات کا کہنا ہے کہ وہ اتحاد سے علیحدگی اختیار کرے گا۔ اس وجہ سے سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے تعلقات بھی بگڑ رہے ہیں۔ جب تک اسی طرح کی پراکسی وارز ختم نہیں ہوں گی مسلم ممالک کے مابین اتحاد قائم ہونا ناممکن دکھائی دیتا ہے۔

سوال: پراکسی وارز کا جب تک خاتمہ نہیں ہوتا خطے میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ جس طرح سعودی عرب اور ایران یمن میں اپنی اپنی پراکسیز کو سپورٹ کر رہے ہیں، اسی طرح اسرائیل بھی شام میں ایک گروہ کی مدد کر رہا ہے۔ ان حالات میں آپ کیا اقدامات تجویز کرتے ہیں کہ مسلم ممالک مل بیٹھ کر مسائل حل کریں اور اپنے مشترکہ دشمن کے خلاف متحد ہو جائیں؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: یہ کسی ایک خطے کی بات نہیں ہے بلکہ پورے عالم اسلام کو آپس میں متحد ہونا چاہیے۔ بدقسمتی سے عملی طور پر اس کے برعکس ہو رہا ہے اور وہ بدقسمتی یہ ہے جو اقبال نے بیان فرمائی۔

بتوں سے تجھ کو اُمیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی، اور کافری کیا ہے

ہم خدا پر بھروسا کرنے، خدا کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنانے کی بجائے اغیار کے بنائے ہوئے منصوبوں اور پالیسیوں پر بھروسا کرتے ہیں۔ اس وقت جو صورت حال ہے، اس کو دیکھتے ہوئے تمام مسلم ممالک کو فلسطین کو اپنا مشترکہ دارالحکومت قرار دینا چاہیے۔ ہر مسلم ملک کی پارلیمنٹ، کابینہ یہ فیصلہ دے کہ بیت المقدس، مسجد اقصیٰ ہمارا قومی اور ملی اثاثہ ہیں اور ہم ان کی حفاظت کریں گے۔ فلسطین مسلم ریاست ہے تو اس کا دفاع کرنا، غزہ کے زخمیوں کا علاج کرنا، خوراک مہیا کرنا، بچوں کو تعلیم اور صحت کی سہولیات مہیا کرنا مسلمانوں کی اپنی ذمہ داری ہے۔ ہم یہ کیوں کہتے ہیں کہ اقوام متحدہ کے ساتھ مل کر کام کریں گے؟ کیوں اغیار پر بھروسا کرتے ہیں؟ کیوں اغیار کو اپنے اوپر مسلط کرتے ہیں؟ اس بنیادی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلم ممالک آپس میں مشترکہ دفاعی، تعلیمی اور معاشی معاہدے کریں۔ غیر مسلم ممالک پر انحصار کرنے کی بجائے آپس میں روابط اور تجارت بڑھائیں، ایک مشترکہ معاشی منڈی بنائی جائے اور اسرائیل کا بائیکاٹ مسلسل جاری رکھا جائے۔ ون کرنسی اور ون ویزا کے منصوبے پر عمل درآمد کیا جائے۔ اگر یہ اقدامات ہوں گے تو عالم اسلام دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو سکے گا۔

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: جب رابطہ عالم اسلامی کی بنیاد رکھی گئی تھی تو اس وقت مولانا مودودیؒ نے یہی تجویز دی تھی کہ مسلم ممالک کا اپنا مشترکہ عسکری اور معاشی فورم ہونا چاہیے۔

سوال: پاکستان نے حال ہی میں سعودی عرب کے ساتھ مشترکہ دفاعی معاہدہ کیا ہے۔ اگر صورت حال جنگ کی طرف بڑھتی ہے تو کیا پاکستان سعودی عرب کے ساتھ کھڑا ہوگا؟

رضاء الحق: یہ معاہدہ بائنڈنگ نہیں ہے۔ طے یہ ہوا ہے کہ کسی ایک ملک پر حملہ دوسرے ملک پر حملہ تصور ہوگا۔ مگر اس نے ابھی Pact کی شکل اختیار نہیں کی۔ لہٰذا ضروری نہیں ہے کہ جنگ کی صورت میں وہ ایک دوسرے کو سپورٹ کریں۔ بہرحال ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ معاہدے

کی شکل اختیار کرے اور دیگر مسلم ممالک بھی اس میں شامل ہوں۔ تاہم متحدہ عرب امارات کے حوالے سے کافی تحفظات ہیں، اس کے بہت سے ایسے اقدامات ہیں جو عالم اسلام کے اجتماعی مفاد کے خلاف ہیں اور اسرائیل کے ساتھ اُس کے تعلقات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔

سوال: اسرائیل نے خطے میں ایک بدمعاشی یہ کی ہے کہ صومالیہ کے علاقے صومالی لینڈ کو الگ ریاست تسلیم کرلیا ہے۔ اس کا یہ اقدام کیا معنی رکھتا ہے اور اس اقدام کی وجہ سے کیا عالمی امن خطرے میں نہیں پڑے گا؟

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: قدر مشترک تو یہ ہے کہ اسرائیل بھی ناجائز ریاست ہے اور صومالی لینڈ بھی ایک ناجائز ریاست ہے۔ کیونکہ جس طرح اسرائیل نے ناجائز طور پر فلسطینیوں کی سرزمین پر قبضہ کیا ہے، اسی طرح صومالیہ کے ایک گروہ نے صومالی عوام کی مرضی کے خلاف ان کی سرزمین پر قبضہ کرلیا جسے اقوام متحدہ نے تسلیم نہیں کیا، کسی بھی دوسرے ملک نے تسلیم نہیں کیا لیکن اسرائیل نے تسلیم کرلیا ہے۔ حالانکہ صومالی لینڈ کے عوام اس قبضے کے خلاف تحریک چلا رہے ہیں۔ دراصل اسرائیل فلسطینیوں کو صومالی لینڈ بھیجنا چاہتا ہے، اس منصوبے کے تحت ہی یہ سب کر رہا ہے۔ صومالیہ میں 60 فیصد آبادی سنی مسلمانوں کی ہے۔ لہٰذا اسرائیل کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ان کو تقسیم کرکے یمن کے حوثیوں کے خلاف استعمال کیا جائے کیونکہ حوثی اسرائیلی بحری جہازوں پر حملے کر رہے ہیں۔ لیکن کسی بھی مسلم ملک نے ابھی تک اس اقدام کی حمایت نہیں کی ہے۔

رضاء الحق: صومالیہ میں تقریباً 30 سال پرانا تنازعہ چل رہا ہے۔ خاص طور پر صومالی بحری قذاقوں پر مشتمل ایک گروہ ہے جو اکثر حوثیوں کے خلاف بھی برسرپیکار نظر آتا ہے۔ اسی وجہ سے اسرائیل انہیں حوثیوں کے خلاف بھی استعمال کرنا چاہتا ہے۔ پھر یہ کہ وہاں پر بہت قیمتی معدنیات ہیں۔ اس خانہ جنگی کی آڑ میں ان معدنیات کو حاصل کرنا بھی ایک مقصد ہے۔

سوال: گزشتہ دنوں متحدہ عرب امارات کے صدر پہلے سرکاری دورے پر پاکستان آئے۔ اس دوران پاکستانی عوام نے سوشل میڈیا پر متحدہ عرب امارات کے منفی کردار کو اجاگر کیا کہ وہ گوادر پورٹ کو برداشت نہیں کر رہا اور بلوچستان کا امن خراب کرنے میں اس کا ہاتھ ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان سب باتوں میں کتنی سچائی ہے؟

رضاء الحق: UAE کے اسرائیل کے ساتھ بڑے قریبی تعلقات ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہم UAE کے ساتھ بحیثیت مسلم ملک تعلقات قائم نہیں کر سکتے۔ اس وقت ہم معاشی بحران کا شکار ہیں اور بہت سے پاکستانی اداروں کو پرائیویٹائز کر رہے ہیں۔ بہت سی سرکاری کمپنیاں نقصان میں جا رہی ہیں۔ سٹیل مل، پی آئی اے، اور فوجی فرٹیلائزر کے حوالے سے بھی بات سامنے آرہی ہے کہ UAE کو حصہ دار بنایا جا سکتا ہے۔ بہرحال اگر ایسا ہوتا ہے تو پاکستان کو اپنا ملکی مفاد مقدم رکھنا چاہیے اور زیادہ شیئر پاکستان کا ہی ہونا چاہیے۔

سوال: 2025ء کے دوران دنیا بھر میں خونریزی بڑھی ہے۔ خاص طور پر فلسطینیوں کی نسل کشی کر کے اسرائیل نے اپنے ہدف کی جانب پیش رفت کی ہے۔ آپ کے خیال میں مسلم ممالک کو کیا اقدامات کرنے ہوں گے کہ مسلم ممالک کو جو خطرات لاحق ہیں وہ دور ہو سکیں؟

> **اس وقت جو صورت حال ہے، اس کو دیکھتے ہوئے تمام مسلم ممالک کو فلسطین کو اپنا مشترکہ دارالحکومت قرار دینا چاہیے۔**

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: 2025ء میں نقصان صرف مسلمانوں کا نہیں ہوا بلکہ اسرائیل کا بھی بہت نقصان ہوا ہے۔ اسرائیل کی معیشت تباہ و برباد ہوگئی۔ دنیا میں اس کی ساکھ تباہ ہوگئی۔ اس کا موقف شکست کھا گیا۔ 20 ہزار اسرائیلی فوجی شدید زخمی اور اپاہج ہو چکے ہیں۔ اس کے برعکس حماس اور فلسطینیوں کے موقف کو دنیا میں حمایت حاصل ہوئی ہے۔ حماس کی فتح سے مسلمانوں میں بیداری کی لہر پیدا ہوئی ہے اور آنے والے وقت میں ان شاء اللہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلم نسلیں بھی اسرائیل کے خلاف کھڑی ہوں گی کیونکہ انہوں نے اسرائیل کا اصل چہرہ دیکھ لیا۔ اسی طرح پاکستان کو 2025ء میں بھارت پر عسکری برتری حاصل ہوئی ہے۔ اس سرمائے کو بچا کر ہمیں مستقبل کے لیے ٹھوس پالیسی بنانی چاہیے۔

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: اسرائیل اور اس کے تمام اتحادی چاہے ان میں مسلم ممالک بھی شامل ہوں وہ دنیا کے لیے مشترکہ خطرہ ہیں۔ دوسرا ڈیجیٹل اکانومی ایک بہت بڑا خطرہ بننے جا رہی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ڈیجیٹل اکانومی آسانی پیدا کرے گی لیکن اصل میں یہ مکمل کنٹرولڈ ہوگی۔ تیسرا بڑا خطرہ سائبر کنٹرول ہے جسے لوگ پینڈیمک کہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ 2026ء میں بہت بڑا سائبر شٹ ڈاؤن ہو جائے۔ اگر ایسا ہوا تو تمام بینکنگ کے معاملات، پروازوں کے معاملات اور ملٹری ٹیکنالوجی سیز ہو جائیں گے۔ اگلا بڑا خطرہ حکمرانوں کی منڈی لگنا ہے۔ کس ملک کے کس حکمران کی کیا بولی لگے گی، کس پلڑے میں اسے ڈالا جائے گا اس کا فیصلہ عالمی طاقتیں کریں گی۔

رضاء الحق: مسلم ممالک کو بہرحال کوئی نہ کوئی ایسا راستہ تلاش کرنا پڑے گا کہ وہ مل بیٹھ کر اپنے مسائل حل کر سکیں اور متحد ہوں، ورنہ اسرائیل اور اس کے اتحادی اپنے اہداف میں آگے بڑھتے جائیں گے۔ اگر گریٹر اسرائیل کا منصوبہ آگے بڑھا تو عرب ممالک کی سلامتی خطرے میں پڑ جائے گی۔ لہٰذا اگر ابھی سے عرب ممالک جاگ جائیں اور متحد ہو جائیں تو ان کے فائدے میں ہوگا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ امریکہ پر انحصار کم کریں اور آپس میں تعلقات بڑھائیں۔ چین کے بلاک سے قریبی تعلقات قائم کرنا بھی ایک آپشن ہو سکتا ہے۔ بصورت دیگر جنگ کے بادل بھی منڈلاتے رہیں گے، معاشی بحران بھی بڑھے گا، LGBTQ+ جیسے شیطانی اور دجالی ایجنڈے بھی آگے بڑھیں گے اور کوشش کی جائے گی کہ پاکستان کو زیادہ سے زیادہ غیر مستحکم کیا جائے۔ کیونکہ اسرائیل جانتا ہے کہ اس کے لیے سب سے بڑا خطرہ پاکستان ہے، اس کا اظہار اسرائیلی وزرائے اعظم سمیت کئی اسرائیلی عہدیدار کر چکے ہیں۔ پھر یہ کہ احادیث مبارکہ میں جس خراسان کا ذکر ہے کہ وہاں سے اسلامی فوجیں یروشلم جائیں گی اور دجال کے خلاف لڑیں گی، اُس میں افغانستان اور شمالی پاکستان بھی شامل ہیں۔ اس لیے بھی دشمن اس خطے میں خانہ جنگی چاہتا ہے۔ ہمارے پاس اصل حل یہی ہے کہ ہم اسلام کو ملک میں نافذ اور قائم کریں، کیونکہ اسی مقصد کے لیے ہم نے یہ ملک حاصل کیا تھا۔ اگر ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر توبہ کر کے اسلام کے نظام عدلِ اجتماعی کو نافذ کریں گے تو ملک میں سیاسی، معاشی اور معاشرتی استحکام آئے گا۔ ہمارا تعلیمی اور عدلیہ کا نظام بھی بہتر ہوگا اور ہماری خارجہ پالیسیاں بھی اسلام سے ہم آہنگ ہوں گی۔ ان شاء اللہ! ❀❀❀

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ رضاء الحق: مرکزی ناظم نشر و اشاعت و ترجمان تنظیم اسلامی پاکستان

2۔ ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: معروف دانشور اور موٹیویشنل سپیکر

3۔ ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: مشیر برائے سیاسی امور امیر جماعت اسلامی پاکستان

میزبان: وسیم احمد: نائب ناظم مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان۔

خدا کا وجود

ابو موسیٰ

منکرین خدا یعنی ملحدین اور خالق کائنات پر کسی نہ کسی انداز اور صورت میں یقین رکھنے والوں کے مابین تنازعہ نیا نہیں ہے۔ پرانے زمانے کی ایک کہانی ہے کہ ایک ملحد نے بادشاہ کے دربار میں دعویٰ کیا کہ کوئی بڑے سے بڑا عالمِ دین میرے سامنے آئے اور خدا کے وجود کو ثابت کرے۔ بادشاہ نے ایک بڑے عالمِ دین کو دربار میں طلب کرلیا جو شہر میں بہتی ہوئی ندی کے پار رہتا تھا۔ عالمِ دین نے پہنچنے میں کچھ تاخیر کردی تو ملحد نے مذاق اُڑانا شروع کردیا کہ وہ مجھ سے شکست کے خوف سے نہیں آرہا کچھ وقت گزرنے کے بعد عالمِ دین دربار میں پہنچ گئے تو بادشاہ نے تاخیر کی وجہ پوچھی تو عالمِ دین نے کہا کہ ندی عبور کرنے کے لیے کوئی کشتی دستیاب نہیں تھی اس لیے مجھے دیر ہوگئی وہ تو یوں ہوا کہ چند بہتی ہوئی لکڑیاں خودبخود جُڑ گئیں اور ایک کشتی بن گئی جس پر سوار ہو کر میں ندی کراس کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ ملحد بولا کتنا جھوٹا ہے تمہارا یہ عالمِ دین کیا یہ ممکن ہے کہ ندی میں بہتی لکڑیاں خودبخود جُڑ جائیں اور ایک کشتی بن جائے اس پر عالمِ دین گرج کر بولا تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ اتنی بڑی کائنات خودبخود بن جائے جبکہ ایک کشتی خود نہیں بن سکتی ملحد دم بخود رہ گیا۔

اس کہانی کے حقیقی یا فرضی ہونے کا تو راقم کو علم نہیں لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ پرانے زمانے کی بات ہے جب انسان کے سامنے وہ دنیا تھی جس کے راز سائنس نے ابھی نہیں کھولے تھے جو آج کے انسان کے سامنے آچکے ہیں اور سائنس تسلیم کرتی ہے کہ ابھی بہت کچھ سامنے آنے کو ہے یعنی دنیا کے بہت سے راز ابھی کُھلنے کو ہیں گویا آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس کائنات میں بہت سی کائناتیں ہیں جنہیں ابھی دریافت ہونا ہے۔ گزرتے وقت کے ساتھ ایسی گلیکسیاں اور بلیک ہولز دریافت ہو رہے ہیں جن میں ہمیں نظر آنے والے سورج جیسے کئی سورج ہیں وغیرہ وغیرہ۔

عرض کرنے کا مطلب ہے کہ انسان کی مت ماری جائے تو بات دوسری ہے وگرنہ پرانے زمانے کے ملحدین کو تو کچھ نہ کچھ رعایت دی جاسکتی ہے کہ دنیا بڑی چھوٹی تھی اور بے چاروں کے سامنے معاملات انتہائی محدود تھے۔ آج کے دور میں اگر کوئی کہتا ہے کہ سب کچھ خودبخود تخلیق ہوگیا اور سب کچھ یونہی رواں دواں ہے، بغیر خالق کے بغیر مالک اور منتظم کے تو یہ ڈھٹائی اور بے شرمی کے سوا کچھ نہیں۔

راقم نے اِس مضمون پر قلم کشی کرنے کی جرأت اِس لیے کی ہے کہ حال ہی میں بھارت کے شہری جاوید اختر اور شمائل احمد ندوی کے درمیان ایک مناظرہ ہوا۔ جاوید اختر صاحب سرکاری اور شماری طور پر مسلمان ہیں لیکن خود کو بڑے فخر سے منکرِ خدا یعنی ملحد قرار دیتے ہیں اور شمائل احمد ندوی اگرچہ مفتی ہیں، ماشاءاللہ جدید علوم سے بھی نہ صرف خودآشنا ہیں بلکہ آراستہ و پیراستہ ہیں۔ جاوید اختر کے بارے میں حیرت ناک بلکہ افسوس ناک انکشاف یہ ہے کہ موصوف، مولانا فضل حق خیرآبادی جو اُنیسویں صدی میں ہندوستان کے مشہور و معروف اور اعلیٰ پایہ کے عالم دین سے صُلبی تعلق رکھتے ہیں، وہ مولانا فضل حق خیرآبادی کے نواسے کے پوتے ہیں۔ راقم نے اِسے افسوسناک اِس لیے قرار دیا ہے کہ مذہبی نسب سے تعلق رکھنے والے جاوید اختر کا ملحد ہونا یہ آسمان سے پتال میں گرنے والی بات ہے۔ مفتی شمائل احمد ندوی نوجوان ہیں بھارت کے شہر کلکتہ سے اُن کا تعلق ہے۔

راقم کے سائنس کے ساتھ نہ کبھی تعلقات اچھے تھے نہ ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ سائنسی علوم کا حصول محض زندگی بسر کرنے کے لیے ہی نہیں بلکہ اِسے عملی طور پر آسان اور قابلِ فہم بنانے میں بھی انتہائی ممد اور معاون ہوتا ہے۔ لہٰذا راقم بات کو آگے بڑھانے سے پہلے کائنات کے حوالے سے چند بنیادی اصولوں کو جو سائنس کی ترقی، ہمارے سامنے لائی ہیں اُنہیں روزنامہ دنیا میں شائع ہونے والے مضمون سے ایک اقتباس کو اپنی اس تحریر میں شامل کر رہا ہے کہ اِس حوالے سے سائنس کیا رہنمائی کرتی ہے اور کہاں سائنس خاموش یا لاجواب ہوجاتی ہے۔ (اقتباس) ”یقیناً سائنس نے انسان کو ستاروں تک پہنچادیا ہے، مگر اس تمام تر پیش رفت کے باوجود کچھ سوال ایسے ہیں جو آج بھی اس کے ہاتھ سے پھسلے ہوئے ہیں۔ سوال جو ضد نہیں کرتے، مگر پیچھا نہیں چھوڑتے، سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ کائنات کیسے پھیلی، مگر یہ نہیں جانتی کہ اس سے پہلے کیا تھا۔ وہ دماغ کے خلیوں کو گن لیتی ہے، ان کے درمیان برقی سگنلز کا نقشہ بنا لیتی ہے، مگر نہیں بتا سکتی کہ سوچ کہاں سے جنم لیتی ہے، شعور کیسے بیدار ہوتا ہے، اور 'میں ہوں' کا احساس آخر کس دروازے سے اندر داخل ہوتا ہے۔ وہ مادّے کو اس کی آخری اکائیوں تک توڑ دیتی ہے، مگر یہ سمجھ نہیں پاتی کہ زندگی پہلی بار بے جان مادّے میں کیسے جاگی۔ وقت، کائنات، وجود اور زندگی، یہ سب آج بھی ایسے دریچے ہیں جہاں سائنس ٹھہر کر خاموش ہوجاتی ہے، اور انسان کو یہ احساس دلاتی ہے کہ جان لینے کے باوجود، بہت کچھ ایسا ہے جو صرف محسوس کیا جاسکتا ہے۔

پھر کوانٹم تھیوری ہے، جدید سائنس کی سب سے پُراسرار اور سب سے بے چین کرنے والی شاخ۔ یہ ہمیں بتاتی ہے کہ ذرّات بیک وقت کئی حالتوں میں ہو سکتے ہیں، مگر یہ نہیں بتاتی کہ انہیں دیکھتے ہی ایک ہی حالت کیوں اختیار کرنی پڑتی ہے۔ یہ کہتی ہے کہ دو ذرّات ایک بار جڑ جائیں تو فاصلہ ان کے تعلق کو ختم نہیں کرتا، چاہے وہ ایک دوسرے سے ہزاروں میل دور کیوں نہ ہوں۔ اگر ایک ذرّے پر کوئی عمل کیا جائے تو دوسرا فوراً اس کے مطابق ردِعمل دیتا ہے، جیسے وہ دونوں ایک ہی وجود کے دو حصے ہوں۔ سائنس اس مظہر کو ”دور سے عجیب اثر“ کہتی ہے، مگر اس کے پاس یہ بتانے کے لیے الفاظ نہیں کہ یہ ربط روشنی یا کسی طاقت کے سفر کے بغیر کیسے قائم رہتا ہے۔ شاید اسی حیرانی نے کچھ سائنس دانوں کو اسے گاڈ پارٹیکل جیسے استعاروں تک لے جانے پر مجبور کیا۔ کائنات کا ایک بڑا حصہ ایسا ہے جسے ہم نہ دیکھ سکتے ہیں، نہ چھو سکتے ہیں۔ سائنس دان اسے ڈارک میٹر اور ڈارک انرجی کہتے ہیں۔ یہی وہ غیر مرئی قوتیں ہیں جو کہکشاؤں کو بکھرنے سے روکتی ہیں، ستاروں کو ان کی جگہ تھامے رکھتی ہیں، جیسے پانی کے نیچے کی دھارا پتّوں کو بہا رہی ہو مگر آنکھ کو صرف سطح دکھائی

دیتی ہو۔ سائنس جانتی ہے کہ یہ قوتیں موجود ہیں، مگر یہ نہیں جانتی کہ وہ اصل میں ہیں کیا اور کہاں سے آتی ہیں۔ یہی لاعلمی اس علم کی سب سے بڑی سچائی ہے۔

دماغ کے نیورون، ان کی ساخت، ان کے درمیان پیغام رسانی، یہ سب سائنس کی گرفت میں ہے۔ مگر خوشی، غم، خوف، محبت اور خودی کا احساس کہاں سے آتا ہے؟ یہ سوال آج بھی سائنس کے لیے ایک بند دروازہ ہے۔ وہ یہ بتا سکتی ہے کہ دماغ کیسے کام کرتا ہے، مگر یہ نہیں بتا سکتی کہ اندر سے ہمیں زندگی کیوں محسوس ہوتی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں علم اپنی حد کو پہچانتا ہے اور عاجزی اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح سائنس زندگی کے عمل کو تو سمجھا سکتی ہے، ڈی این اے، پروٹین، خلیوں کی تقسیم، مگر یہ نہیں بتا سکتی کہ پہلا زندہ خلیہ کہاں سے آیا۔ غیر زندہ مادہ کیسے اچانک زندہ ہو گیا؟ یہ سوال آج بھی ایک معمہ ہے، اور شاید یہی معمہ سائنس کو مسلسل متحرک رکھتا ہے۔ سائنس یہ دعویٰ تو کرتی ہے کہ کائنات تقریباً تیرہ ارب اسی کروڑ سال پہلے بگ بینگ سے شروع ہوئی، مگر یہ نہیں بتاتی کہ بگ بینگ سے پہلے کیا تھا، یا وقت خود کہاں سے آیا۔ یعنی وقت کے آغاز پر سائنس خاموش ہو جاتی ہے، اور یہی خاموشی انسان کو سوچنے پر مجبور کرتی ہے۔ کائنات کے قوانین اس قدر درست اور متوازن ہیں کہ زندگی ممکن ہو سکی۔ کچھ لوگ اسے محض اتفاق کہتے ہیں، اور کچھ اسے کسی تخلیق کار کی نشانی سمجھتے ہیں۔"

گویا سائنسی ذرائع سے انسان پر کائنات کے بہت سے راز منکشف ہوئے ہیں لیکن ان انکشافات نے جہاں انسان کے علم میں بہت اضافہ کیا ہے وہاں نہ صرف معلومات کے خلا کو ظاہر کیا بلکہ الٹے نئے سوال بھی کھڑے کر دیئے ہیں جن کے جوابات دینے سے سائنس مکمل طور پر قاصر نظر آتی ہے مثلاً میڈیکل سائنس میں فزیشن اور سرجن انسان کے جسم کے اندرونی حصوں سے ہمیں بہت کچھ بتا سکتا ہے لیکن یہ آج تک نہیں بتایا جا سکا کہ انسانی جسم میں کون سا عمل ہوتا ہے جس سے مستند طور پر کہا جا سکے کہ اس عمل نے انسان کو موت سے ہمکنار کر دیا۔ کبھی سنا کرتے تھے کہ دل کی دھڑکن بند ہو جائے تو انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے لیکن اب یہ ہزاروں بار غلط ثابت ہو چکا دل کی دھڑکن مکمل طور پر بند ہو گئی لیکن موت واقع نہیں ہوئی۔ دماغ کے بارے میں تو حتمی طور اب کہا جاتا ہے کہ وہ جسم کی موت کے بعد کافی دیر کام کرتا رہتا ہے۔ سائنس اس بات کا جواب نہیں دے سکی کہ بالآخر انسانی جسم میں کیا تبدیلی ہوتی ہے کہ ہم کہیں کہ فلاں شخص مر گیا ہے گویا یہ معمہ ابھی تک حل نہیں ہو سکا کہ موت کا وقوع پذیر ہونا اصلاً کس عمل کا نام ہے۔

یہ بھی ابھی تک ناقابل فہم مسئلہ ہے کہ ہم کسی شے کو "میں" یا "میرا" کہتے ہیں۔ مثلاً جب ہم کہتے ہیں کہ فلاں شے میری ہے تو گویا ہم کسی چیز کی ملکیت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ یہ کتاب میری ہے۔ یہ ہاتھ بازو یا ٹانگ میری ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ میرے سر میں درد ہے۔ میرے بازو میں درد ہے تو گویا ہم سر کو یا بازو کو اپنی طرف منسوب کر رہے ہیں اور اس کی ملکیت کے دعوے دار ہیں۔ یہاں تک تو بات سمجھ آتی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ میرا سارا جسم درد کر رہا ہے تو اب سارے جسم کی ملکیت کا دعویٰ کرنے والا وہ "میرا" کون ہے جس کا جسم درد ہو رہا ہے۔ یہ بہت سے سوالات ہیں جن کا جواب سائنس دینے سے مکمل طور پر قاصر ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ کائنات ایک طے شدہ نظام کے تحت رواں دواں ہے اس روانی کو یقیناً سائنس نے پا لیا ہے۔ لیکن استثنات کا سائنس کے پاس کوئی جواب نہیں۔ عجب بات یہ ہے کہ وقت کے ساتھ جب سائنس کچھ آگے بڑھتی ہے تو استثنات کا مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی عقل کے بارے میں علامہ اقبال نے فرمایا: ع

"عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی۔" گویا اس حقیقت کا انکار کرنا ناممکن ہے کہ کوئی خالق، مالک اور منتظم ہے جو اس نظام کو اگرچہ عمومی طور پر تو طے شدہ طریقے سے چلا رہا ہے لیکن جب چاہتا ہے جہاں چاہتا ہے اور جیسے چاہتا ہے اس طے شدہ نظام میں اس طرح تبدیلی لاتا ہے کہ سائنس کے طبیعاتی اصول دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں لیکن انسان کے پاس اس کے سوا کوئی آپشن نہیں کہ وہ مانے کہ یقیناً کوئی خالق حقیقی ہے جو دنیوی اصولوں کا محتاج نہیں لیکن اگر کوئی اس سے سائنس اور ٹیکنالوجی کی اہمیت کا انکار کرے یا کم سمجھیں تو وہ بھی جہالت ہے۔ حقیقت میں علوم بھی خداداد ہیں، ان سے فائدہ اٹھائیں لیکن حتمیت کے قائل نہ ہوں۔ یہ سب علوم ہیں جنہیں سیکھنے میں مذہب یا خالق کائنات رکاوٹ نہیں۔ اصل مسئلہ ہر شے کو اُس کی جگہ پر رکھنا لازم ہے۔ بندہ بندہ ہے چاہے جتنا بھی اوپر چلا جائے اور خدا خدا ہے جتنا بھی نزول کر لے خالق کائنات کو تسلیم نہ کرنا اور خود بخود کی رٹ لگانا جہالت عظمیٰ ہے۔ جبکہ تمام علوم خداداد ہیں جن کا حصول انسان کے لیے یقیناً مفید ہے۔ منطق کا تقاضا تو یہ ہے کہ یہ علوم ہمیں خالق کائنات کے قریب سے قریب تر کر دیں۔

ہم نے انبیاء کرام ﷺ کے معجزات یا خرق عادت کا قطعی طور پر کوئی ذکر یا حوالہ نہیں دیا اس لیے کہ ملحد تو مذہب اور خالق کائنات کا مکمل طور پر انکاری ہے لیکن نظر آنے والی اس دنیا کو تو دیانت داری سے اور اپنے دماغ پر مسلط شدہ تعصبات دور کر کے کھلی آنکھوں سے دیکھے تو رب کعبہ کی قسم وہ خدا کو جان بھی لے گا اور پہچان بھی لے گا اور پھر یہ کہ وہ وقت بھی آ سکتا ہے کہ اگر معرفت کے درجات طے کر لے تو رب کائنات اُس کے دل (وہ دل جسے قرآن پاک دل کہتا ہے) کا مکین بن جائے گا۔ اسی میں اے انسان تیری فوز وفلاح اور حقیقی کامیابی کا راز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطانی حربوں سے محفوظ کر کے صراط مستقیم پر گامزن کرے۔ آمین یارب العالمین!

❀❀❀

سنا ہے سال بدلے گا!

عابی لکھنوی

نتیجہ پھر وہی ہوگا سنا ہے سال بدلے گا
پرندے پھر وہی ہوں گے شکاری جال بدلے گا
بدلنا ہے تو دن بدلو، بدلتے کیوں ہو ہندسے کو!
مہینے پھر وہی ہوں گے سنا ہے سال بدلے گا
وہی حاکم، وہی غربت، وہی قاتل، وہی ظالم!
بتاؤ کتنے سالوں میں ہمارا حال بدلے گا؟
اگر ہم مان لیں عابی! مہینہ ساٹھ سالوں کا
بتاؤ کتنے سالوں میں ہمارا حال بدلے گا؟
سنا ہے سال بدلے گا!

ضرورت رشتہ

☆ ننکانہ صاحب کے رہائشی فیملی کو اپنی نیک سیرت، خوش اخلاق، سلیقہ شعار اور تعلیم یافتہ چار بیٹیوں (1) عمر 25 سال، تعلیم ڈاکٹر آف آپٹومیٹرسٹ (2) بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم بی ایس ریڈیالوجی (3) بیٹی، عمر 20 سال، تعلیم پرائمری (4) بیٹی، عمر 18 سال، تعلیم میٹرک کے لیے نیک، دین دار، تعلیم یافتہ اور برسر روزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔

برائے رابطہ: 0302-9405432

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

تشنگیٔ عدل

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

خرید وفروخت کے چلتے پھرتے بازار آبادیوں کو گھر بیٹھے بہت سی سہولتیں فراہم کرتے ہیں۔ بچپن سے ایک آواز 'ردی اخبار بیچ' کی بھی رہی۔ ایسی ہی ایک آواز اب اکثر سنی، بیچ دو بیچ دو! اور پھر وہ تسلسل سے بہت سی چیزوں کے درپے ہو کر بیچ دو کا پہاڑا پڑھتا جاتا ہے۔ پرانا لوہا، پرانا کمپیوٹر، اے سی، ردی اخبار، رسالے، کتابیں (جو کالی سکرینیں نگل گئیں!) سب ردی بیچ دو۔ یہ آئے روز کی پکار اب آئی ایم ایف کے پھیری والوں نے لگانی شروع کر دی۔ ہمارا سارا پرانا لوہا، ریلوے کی پٹڑیاں، ڈبے، غرض، عوامی سہولت کا محکمے کا محکمہ ہی تقریباً بک گیا! سفری سستی سواری کی جگہ مہنگی کوچز کے سیاست دانوں کے کاروبار چل پڑے۔ اب دو دہائیوں سے پی آئی اے کو 'پرانا لوہا' قرار دے کر بیچ دو بیچ دو کا نعرہ لگ رہا تھا۔ اس پھیری کو 'پرائیوٹائزیشن' کا خوبصورت نام دیا جاتا ہے، یہ کہہ کر کہ اس سے ملک اور اس کے عوام سے بھاری بھرکم بوجھ اُتر جائے گا۔ ابھی تو یہ فہرست طویل ہے۔

بہر طور قومی فضائی کمپنی جس کا کبھی بہت شہرہ رہا، حسبِ روایت طرح طرح کی کرپشن، نااہلیوں، سیاست بازیوں کی بھینٹ چڑھتی رہی۔ پچاس جہازوں اور چالیس بین الاقوامی ایئرپورٹوں پر چڑھتی اُترتی سرسبز وشاداب پھلتی پھولتی 18 جہازوں تک گر گئی۔ برطانیہ اور یورپ کی طرف سے پابندیوں کا شکار ہوئی۔ اور پھر اس حال کو پہنچا دی گئی کہ بخشو بی پی آئی اے پاکستان بلا پرواز ہی بھلا۔ اب جو جیسے تیسے بچا گیا تو سمجھیے کہ کیک کے ٹکڑے ہو کر سیٹھ عارف حبیب کی سرکردگی میں کئی حصہ داروں کو شاد کام کر گئے۔

ساری ڈیل پر اعتراضات اور سوالات اُٹھ رہے ہیں۔ اس فروخت پر خوشی سے بڑھ کر اظہار تاسف ہے۔ فوجی فرٹیلائزر بھی حصہ دار ہو گیا۔ تاہم اس مقام پر سبھی کے پر جلتے ہیں، سو مجال سوال کسے! رموزِ خسروان، بادشاہوں کے راز (ہم کم فہم کیا جانیں!) کھسر پھسر سے طے ہو جایا کرتے ہیں۔ حکومت بھی ہائبرڈ ہو اور 'شہباز کرے پرواز' کا نعرہ بھی تادیر ملک میں پہلے گونجتا رہا! بظاہر 135 ارب کی شفاف بولی، ٹی وی پر قبول ہو گئی۔ لیکن حکومت صرف 10 ارب روپے لے گی۔ حکومت نے پی آئی اے کا خسارہ 654 ارب کا ایک نئی سرکاری کمپنی بنا کر اس میں، یعنی عوام کے سر ڈال دیا۔ جو ہماری پھٹی ٹیکسوں کی ماری جیبوں سے جاتا رہے گا۔ باقی بولی کے 125 ارب بھی خریدار، حصہ دار پی آئی اے کو مضبوط کرنے پر لگا دیں گے!

بے شمار سوالات میں گھری یہ ڈیل ہے جس میں شکنجہ عوام کی گردن میں اور ان کے لیے ڈھیل ہی ڈھیل! ابھی سفید ہاتھیوں کی زد میں عوام ہی آتے ہیں۔ (اب آگئے سٹیل ملز کی طرح آئی ایم ایف کے مزید 25 مطلوبہ ادارے بھی اسی لائن میں لگے ہیں۔) ٹیکسوں کی صورت عوام پر بوجھ بڑھتا جاتا ہے۔ اہم سہولتیں عنقا ہو رہی ہیں۔ ہسپتالوں کی حالت زار نہ پوچھیے۔ غزہ کے ہسپتالوں (اصل حالت میں) کی سہولیات، اجلاپن، انتظامات دیکھ کر ہم حیران رہ گئے تاآنکہ اسرائیل نے انھیں ہمارے ہسپتالوں کا سا کر دیا۔ اب بھی ترجیحاً حماس حکومت نے پہلے انہی پر توجہ دے کر بحال کیا۔ شہروں میں چلتی ویگنیں، سوزوکیاں، بسیں (چند چمکتی دمکتی چھوڑ کر) عوام کے لیے مہنگی اور ناگفتہ بہ، حال میں ہیں۔ عوام آدھا راستہ پیدل ہی چل لیتے ہیں۔ حکمران، سیاست دان جہازوں میں اڑے اڑے ہمہ وقت دنیا بھر میں (globetrotting) گھومتے ہیں، عوام کے لیے قریب کے شہروں تک جانے کے لیے بھی جیب اجازت نہیں دیتی!

کمال تو یہ ہے کہ تعلیم کا اہم ترین شعبہ قومی مستقبل کے حوالے سے، بے حد درجے یتیم و یسیر ہو کر پرائیوٹائزیشن کی بھینٹ یوں چڑھا کہ پناہ بخدا! پرائیوٹ سکول بھی معیاری تعلیم دینے سے قاصر، قومی زبان، اقدار، اخلاق و روایات سے بغاوت پروان چڑھا رہے ہیں قوم کی جیبیں خالی کروا کر۔ ہمارے سکولوں میں فلسطین/غزہ کا نام، جھنڈا، کفیہ، تذکرہ ممنوع ہے! قائداعظم اور لیاقت علی کے دوٹوک (اسرائیل کے خلاف) موقف کے باوجود۔ مگر آئرلینڈ میں 6، 7 سال کی بچیاں فلسطینی مصعب ابوطہ کی شاعری فخریہ (توتلی سی) پڑھ کر زبردست شاباش سامعین سے وصولتی ہیں، فلسطینی جھنڈے کے رنگوں والے لباس میں! اب آپ کے قومی اثاثے (پی آئی اے) کے کیک کا ایک ٹکڑا خریدنے میں ایک پرائیویٹ سکول سسٹم بھی شامل ہے! عوام کے لیے یہ خوشخبری ضرور رہی کہ ہمسایہ ملک سے لڑ بھڑ کر سرحدیں بند کرنے سے ہماری برآمدات گلنے سڑنے لگیں تو (تاجروں، حکومتی خزانے کے لیے تو اربوں کا خسارہ بنا) عوام اب مزے سے آلو، ٹماٹر، کینو، شیور کی (زندہ) مرغی کی کم قیمت لگژری سے فیض یاب ہوں!

بنگلہ دیش انتخابات کے مرحلے میں داخل ہو رہا ہے۔ غیر معمولی طور پر بھارت دشمنی بہت بڑھ گئی۔ آئے روز کے سازشی واقعات اور حسینہ واجد کو پناہ دینے کے تناظر میں۔ ایک غیر متوقع معاملہ اسلام پسند امیدواروں، جماعتوں کی مقبولیت کا رہا جس نے دنیا کو متوحش کر دیا بھارت اور مغرب بالخصوص۔ بنگلہ دیش میں طلبہ تحریک اور جماعت اسلامی نے حالات کے تناظر میں اتحاد کر لیا ہے۔ سو بی این پی جو ایک سیکولر جماعت جس پر کرپشن کے الزامات رہے، اس کو نہایت دھوم دھام سے اقتدار میں لا بٹھانے کے لیے نادیدہ ہاتھ کارفرما ہیں۔ طارق رحمن، خالدہ ضیاء کا 60 سالہ بیٹا، بڑے اہتمام سے برطانیہ میں خود ساختہ 17 سالہ جلاوطنی سے لوٹ آیا ہے۔ ناہد اسلام طلبہ تحریک کی قیادت کے نامور نوجوان نے جماعت اسلامی سے اتحاد پر کہا: 'تسلط پسند قوتیں انتخابات کو سبوتاژ اور جولائی انقلاب کے ہیروز کا صفایا کرانا چاہتی ہیں۔ ہم مل کر ان قوتوں کو شکست دیں گے۔' اس اتحاد کی کامیابی پاکستان سے مضبوط تعلقات کا پیش خیمہ اور بھارت کے لیے اذیت دہ ہوگی!

2025ء کا اختتام یوں ہوا کہ اس ایک سال میں اسرائیل نے جنگجوئی کے ریکارڈ توڑ ڈالے۔ غزہ، مغربی کنارے پر 8332 حملے، لبنان پر 1635، ایران پر 379، شام پر 207، یمن پر 48، قطر پر ایک۔ مزید تیونس، مالٹیز، یونانی سمندروں میں فلوٹیلا پر چار حملے۔ ہمہ نوع ہر طرف زمینی، آسمانی، ڈرون، شیلنگ، میزائل، کچھ نہ چھوڑا۔ روکنے والا کوئی نہیں! (ACLED، تنازع مانیٹر کرنے والے ادارے کی رپورٹ) مغربی کنارے پر بالخصوص شرمناک حملے روزانہ کا معمول ہیں۔ سڑک کے کنارے نماز پڑھنے والے پر آبادکار کا گاڑی چڑھا دینا۔ ایسا کیے جانے پر بھی شکایت ممکن نہیں کیونکہ نتیجہ بچ جانے والے نمازی کی جیل یا موت کی صورت ہوگی۔ گھروں کو مسمار کرنا، رات کے حملے بھی معمول ہے۔

اس وقت غزہ میں بارشوں کا تیسرا سلسلہ چل رہا ہے۔ غزہ میں زیادہ تر ٹینٹ تیز ہواؤں، بارشوں سے یا اُڑ چکے یا تباہ ہو چکے ہیں۔ ہر بچہ بارش میں بھیگے کپڑے پہننے پر مجبور ہے۔ سنگدلی، بے رحمی، بے اعتنائی کی سب حدیں

ٹوٹ چکی ہیں۔ کون سا امن پلان؟ دوسرا مرحلہ؟ (موت، اسرائیلی حملوں اور ٹھٹھرتی بیماریوں کا؟ امیر ممالک اور کھربوں کے مالک مسلمانوں/ انسانوں کے بیچوں بیچ؟) مسلم ممالک کب اور کیسے غزہ جائیں گے؟ کیا کرنے جائیں گے؟ ملبوں میں دبے قدسی صفت شہداء کی سرزمین پر اسرائیل اور امریکہ کی سرکردگی میں۔ کمبل، کپڑے مضبوط ٹینٹ 2 ارب امت اور 7 ارب انسانیت لاکھوں مظلوم ترین انسانوں کو فراہم نہ کر سکی۔ انہی کے غم میں برطانوی فلسطین ایکشن کے کارکن جیلوں میں، بھوک ہڑتال میں نازک طبی صورتحال میں پڑے ہیں۔ اسرائیل نے ایک دن بھی عالمی رائے عامہ کا لحاظ نہ کیا۔ ٹرمپ نے اسرائیل پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ لگائی۔ اس پر مغربی عوام کا ردعمل بہر طور شدید ہے۔ کٹر عیسائیوں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بارے مسلمانوں کے شفاف، محبت واحترام بھرے عقیدے کا انکشاف ہو رہا ہے۔ (اسرائیل کے عین برعکس!) سو اب اسرائیل سے ان کی ہمہ گیر نفرت کی وجوہات بڑھ رہی ہیں۔

برطانوی ممبر پارلیمنٹ مارک پریچرڈ جذباتی تقریر کر رہا ہے کہ: 'میں نے 20 سال اسرائیل کی حمایت کی، جو ایک غلطی تھی۔ میں اسرائیل کی مذمت کرتا ہوں جو کچھ وہ غزہ اور ویسٹ بینک میں فلسطینیوں کے ساتھ کر رہا ہے۔ میں اپنی حمایت واپس لینے کا اعلان کرتا ہوں۔ ٹھیک ہے کہ اسرائیل کو امن سے رہنے کا حق ہے۔ وجود کا حق ہے۔ مگر یہی حق فلسطین کا ہے۔ فلسطینی بچے کی زندگی اتنی ہی قیمتی ہے جتنی یہودی بچے کی۔ ہم نے بحیثیت ملک بالکل غلط کیا۔ کیا ہم انسانیت کے لیے ایک مضبوط موقف لے سکتے ہیں؟ تاکہ تاریخ میں درست مقام پا سکیں۔ اخلاقی جرات رکھنے کے اعتبار سے ہم قیادت کریں نہ کہ صرف امریکہ کے پیچھے پیچھے چلتے رہنے کے! اسی فرق کو لانے کے لیے ہم منتخب ہوئے ہیں۔ زندگی کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں۔ تمام بچوں کے لیے کھڑے ہوں۔ صرف یہودی بچوں کے لیے نہیں۔ کیا ہماری اپنی پارلیمنٹ نے زندگی کا ثبوت دیا؟ اسلام پر تو ہم گھگھیاتے شرماتے ہیں۔ کیا انسانیت کے نام پر بھی جمہوریت کوئی سبق نہیں پڑھاتی؟

ہائے یہ تشنگیٔ عدل کی ماری دنیا
امن کو محفلِ تہذیب ترستی دیکھو
اپنے عشرت کدۂ شب سے نکل کر باہر
اپنے ہی گھر پہ ذرا آگ برستی دیکھو

❀❀❀

پریس ریلیز 2 جنوری 2026ء

مسلم ممالک کی آپس کی خانہ جنگی سے فائدہ صرف دشمن کو ہوگا۔
کسی مسلم ملک کے لیے ٹرمپ، نیتن یاہو ٹاسک فورس کا حصہ بن کر حماس کے خلاف اقدامات کرنا ظلم کا ساتھ دینے کے مترادف ہوگا۔

شجاع الدین شیخ

مسلم ممالک کی آپس کی خانہ جنگی سے فائدہ صرف دشمن کو ہوگا۔ کسی مسلم ملک کے لیے ٹرمپ، نیتن یاہو ٹاسک فورس کا حصہ بن کر حماس کے خلاف اقدامات کرنا ظلم کا ساتھ دینے کے مترادف ہوگا۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ 2011ء کی نام نہاد عرب سپرنگ کے نتیجہ میں اور پھر 2015ء میں جب ایران کے حمایت یافتہ حوثیوں نے یمنی وزیر اعظم کا تختہ الٹ کر اُنہیں ملک بدر ہونے پر مجبور کر دیا تو سعودی عرب کی قیادت میں جی سی سی ممالک نے یمن پر باقاعدہ حملے شروع کر دیئے۔ اس پراکسی جنگ میں ہزاروں کی تعداد میں افراد لقمۂ اجل بنے۔ مشرقِ وسطیٰ اور خلیج فارس کے تمام ممالک کمزور ہوئے اور فائدہ صرف اسرائیل کو ہوا۔ اُنہوں نے کہا کہ حال ہی میں سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے مابین جو کشیدگی پیدا ہوئی ہے اُسے جلد از جلد ختم کرنے میں مسلم ممالک اپنا کردار ادا کریں۔ اُنہوں نے کہا کہ امریکی ریاست فلوریڈا میں ٹرمپ، نیتن یاہو ملاقات کے دوران سامنے آنے والے مطالبوں سے ظاہر اور باہر ہو گیا ہے کہ اسرائیل حماس کو غیر مسلح کرنے اور ممکنہ طور پر اہلِ غزہ کو کسی دوسرے ملک مثلاً صومالی لینڈ میں دھکیلنے کی تیاری کر رہا ہے۔ اس درندگی میں امریکہ اُس کا غیر مشروط معاون ہوگا۔ لہٰذا مسلمان ممالک حقیقت کا ادراک کرتے ہوئے ریت میں دفن سر باہر نکالیں اور آپس کے اختلافات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے سیاسی، معاشی اور عسکری طور پر متحد ہوں، تاکہ کسی بیرونی طاقت پر انحصار کیے بغیر فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کی عملی مدد اور قبلۂ اوّل مسجدِ اقصیٰ کی حفاظت کی دینی ذمہ داری ادا کی جا سکے۔ اللہ تعالیٰ مسلم ممالک کے حکمرانوں اور مقتدر حلقوں کو صحیح فیصلے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

''انتظام مسجد جامع القرآن گلشن معمار سیکٹر Q-4 (حلقہ کراچی شرقی)'' میں

10 تا 16 جنوری 2026ء (بروز ہفتہ بعد نماز عصر تا بروز جمعۃ المبارک 12 بجے)

مبتدی تربیتی کورس کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

16 تا 18 جنوری 2026ء (بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

ذمہ داران ریفریشر کورس کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ منہج انقلاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، تصادم کا مرحلہ اوّل، صبر محض، عدم تشدد اور اعادہ سابقہ مذاکرہ

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0311-2642890/ 021-34690688

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-(042)35473375

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور اُن کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

کُوتی کے حوالے سے تیسری صورت یہ رائج ہے کہ اسلامی بینک تجارتی بل کے حامل شخص کے ساتھ بیع سَلَم (مستقبل میں حوالگی) کا معاہدہ کر لیتے ہیں۔ بینک اُس شخص سے بل کی مالیت' مثلاً ایک لاکھ روپے کے لیے 1000 ڈالر حاصل کر کے انہیں بینک کے حوالے کر دیتا ہے۔ بینک یہ ڈالر مارکیٹ میں موجودہ قیمت پر بیچ دیتا ہے۔ معاہدہ کرتے وقت اور اس کی تکمیل پر ڈالر کی قدر میں جو فرق ہوتا ہے' وہ منافع کی صورت میں بینک کے پاس آ جاتا ہے۔

اس قسم کی سوداکاری کے پیچھے یہ مفروضہ کارفرما ہے کہ موجودہ دَور میں مستعمل کاغذ کی کرنسی اصل میں کوئی سکہ نہیں ہے' لہٰذا اس پر ربا الفضل کے اصول کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ یوں شرعی طور پر دو کرنسیوں کے تبادلے میں تاخیر کی اجازت مفروض ہوتی ہے۔ یہ دلیل کاغذ کی کرنسی سے متعلق اُمت مسلمہ کے مجموعی نقطۂ نظر سے متصادم ہے۔ فقہ کے تمام قابل ذکر ادارے اس بات پر متفق ہیں کہ عملی مقاصد کے لیے کاغذ کی کرنسی کی حیثیت درہم اور دینار کی طرح ہے۔ لہٰذا رقم کے تبادلے کی مدت میں کسی قسم کی تاخیر یا اضافہ ربا ہی کے ذیل میں شمار ہوگا۔ (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1350 دن گزر چکے!

ہفت روزہ ندائے خلافت میں ''ضرورت رشتہ'' کے اشتہار سے متعلق ہدایات

قواعد وضوابط

(1) ندائے خلافت میں بنیادی طور پر رفقاء ورفیقات تنظیم یا ان کے قریبی رشتہ داروں کے ''ضرورت رشتہ'' کے اشتہار شائع کیے جاتے ہیں۔

(2) فی اشتہار 500 روپے ہدیہ وصول کیا جائے گا۔ رقم نقد یا جاز کیش (0321-4098901) کے ذریعے وصول کی جائے گی۔

(3) رفقاء و رفیقات کے قریبی رشتہ داروں مثلاً بیٹا، بیٹی، بہن، بھائی وغیرہ کے ضرورت رشتہ کے لیے بھی یہی اصول اور ریٹ کارفرما ہوگا۔

(4) ایسے خواتین وحضرات جن کو تنظیم کے ذمہ داران Recommend کریں، کا اشتہار شائع کیا جائے گا۔

(5) ایسے اشتہارات شائع نہیں کیے جائیں گے جن میں ذات پات کی پابندی یا دنیوی عہدے یا حیثیت کو شرط بنایا گیا ہو۔ نیز اشتہار میں اس بات کا تذکرہ بھی لازماً ہوگا کہ دینی مزاج کے حامل گھرانے سے رشتہ درکار ہے۔

(6) کسی میرج بیورو کا اشتہار شائع نہیں ہوگا۔

(7) اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(18 تا 31 دسمبر 2025ء)

جمعرات 18 دسمبر: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔ سہ پہر کو اسلام آباد سے مرکز دارالاسلام لاہور آمد ہوئی۔

جمعۃ المبارک 19 دسمبر: شعبہ مالیات کے ساتھ اجلاس کی صدارت فرمائی۔ خطاب جمعہ (تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ماڈل ٹاؤن لاہور میں ارشاد فرمایا۔ بعد نمازِ عصر مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں ایک نکاح پڑھایا اور تقریب میں تذکیری گفتگو فرمائی۔ بعد نمازِ عشاء جامع مسجد واپڈا ٹاؤن میں ایک دعوتی پروگرام میں ''فتنوں سے بچاؤ، تفرقہ کا علاج اور عروج اُمّت کا واحد ذریعہ قرآن مجید'' کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

ہفتہ 20 دسمبر: مرکزی توسیعی عاملہ کے اجلاس اور ادارہ دین حق (ٹرسٹ) کے بورڈ آف گورنرز کے اجلاس کی صدارت فرمائی۔

اتوار 21 دسمبر: مرکز تنظیم اسلامی چوہنگ لاہور میں مرکزی توسیعی عاملہ کے اجلاس کی صدارت فرمائی۔

پیر 22 دسمبر: دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی چوہنگ لاہور میں تربیتی کمیٹی کے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ بعد از نمازِ عصر کراچی روانگی ہوئی۔ مجلس اتحادِ اُمت کے اجلاس میں شرکت کی و خطاب فرمایا۔

جمعرات 25 دسمبر: رات کو تنظیم اسلامی (کراچی) کے تحت ہونے والے سیمینار بعنوان ''اُمتِ مسلمہ کی حالتِ زار اور نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر'' کی صدارت کی اور اختتامی صدارتی خطاب فرمایا۔

جمعۃ المبارک 26 دسمبر: خطابِ جمعہ (تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈیفنس کراچی میں ارشاد فرمایا۔ بعد نمازِ جمعہ ایک نکاح کے انعقاد کے موقع پر تذکیری گفتگو فرمائی۔

ہفتہ 27 دسمبر: صبح قرآن اکیڈمی، فیصل آباد میں ہونے والے مدرسین ریفریشر کورس میں ''دورہ ترجمۂ قرآن اور خلاصۂ مضامین قرآن کے لیے ہدایات'' کے حوالہ سے آن لائن کلاسز اور سوال جواب کا اہتمام فرمایا۔

اتوار 28 دسمبر: مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈیفنس کراچی میں حلقہ کراچی جنوبی کے تنظیمی دورہ کے حوالہ سے حلقہ کے ذمہ داران کے ساتھ تعارف اور سوال وجواب کی نشست اور بعد ازاں حلقہ کے کل رفقاء کے ساتھ تعارف، سوال وجواب کی نشست اور بیعت مسنونہ کا اہتمام ہوا۔

بدھ 31 دسمبر: ایک مقامی ہوٹل میں شام کو نوجوانوں کے ایک فورم ''Young Social Reformers'' کے زیر اہتمام سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس میں خطاب فرمایا۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب نیز ناظم اعلیٰ صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور دیگر تنظیمی امور انجام دیئے۔ متفقہ ترجمہ ونصابِ قرآنی کے حوالہ سے ذمہ داریاں انجام دیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگز کرائیں۔ تعزیت اور عیادت کے حوالہ سے چند احباب سے رابطہ رہا۔ بعض رفقاء واحباب کے نکاح کے مواقع پر شرکت کی۔ گھریلو اسرہ کا اہتمام بھی جاری ہے۔ الحمدللہ!

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام سہ ماہی اجتماع

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی سہ ماہی اجتماع 28 دسمبر 2025ء کو منعقد ہوا۔ اجتماع کے سٹیج سیکرٹری کے فرائض نائب مقامی امیر مردان محترم ارشد علی نے ادا کیے۔ اجتماع کا آغاز صبح 8:00 بجے پشاور غربی کے رفیق محترم قاری انعام الحق کی تلاوتِ کلام پاک سے ہوا۔

بعد ازاں محترم عبدالناصر صافی نے ایک مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی کو خود پر اہمیت دینے اور آپس میں اللہ کی رضا کی خاطر محبت کے موضوع پر درسِ حدیث دیا۔

درسِ حدیث کے بعد امیر حلقہ محترم محمد آصف سلاج نے افتتاحی کلمات میں شرکاء اجتماع کو خوش آمدید کہا اور اجتماع میں شرکت پر شکریہ ادا کیا اور تمام رفقاء کے حق میں دعائیہ کلمات کہے اور اس بات پر زور دیا کہ جو رفقاء اپنے کسی شرعی عذر کی وجہ سے شرکت سے محروم رہے، اللہ تعالیٰ ان کے مسائل حل فرمائے اور وہ رفقاء جو بنا کسی شرعی عذر کے نہیں آئے، ان کے لیے نہ صرف دعا کی بلکہ اس بات پر بھی زور دیا کہ اس اجتماع میں شریک رفقاء ان سے خصوصی ملاقاتوں کا اہتمام فرمائیں اور انہیں اقامت دین کی جدوجہد میں بیعت کے تقاضے مستحضر کروائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نظام اخوت اور بھائی چارے کے تقاضے کو پورا کرنے کی ترغیب وتشویق دلائیں۔

امیر حلقہ کے تعارفی کلمات کے بعد مقامی تنظیم پشاور غربی کے رفیق محترم ڈاکٹر محمد طارق مسعود نے ''لوازم نجات سورۃ العصر کی روشنی میں'' کے موضوع پر بہت ہی مدلل انداز میں ایمان، عمل صالح، تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کے حوالے سے سیر حاصل گفتگو کی۔

بعد ازاں امیر مقامی تنظیم نوشہرہ محترم قاضی فیصل ظہیر نے ''تربیتی اہداف میں مطالعہ لیٹریچر کی اہمیت'' پر خطاب کیا۔ پاور پوائنٹ (سلائیڈز) کے ذریعے انتہائی آسان الفاظ اور بہت ہی مربوط اور مصلحانہ انداز میں تربیتی اہداف میں مطالعہ لیٹریچر کی اہمیت کو اجاگر کیا اور رفقاء کو اس پر اس کی صحیح روح کے ساتھ عمل کرنے کی تلقین کی۔

اس کے بعد امیر مقامی تنظیم پشاور غربی محترم ڈاکٹر محمد عثمان خان نے ''مروجہ بدعات کا فروغ اور اس کا سدِ باب'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے ''آج کل کون کون سی بدعات رائج ہیں اور قرآن وسنت کی روشنی میں ان بدعات کا سدِ باب کیسے کیا جائے'' پر گفتگو کی۔

اس کے بعد ناظم دعوت حلقہ محترم حبیب الرحمٰن نے ''نفاق کی حقیقت'' پر گفتگو کی۔ انہوں نے سورہ منافقون کی ابتدائی آیات کی روشنی میں واضح کیا کہ نفاق کیا ہے اور منافق کون ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نفاق سے دور رہنے کا واحد راستہ ذکر الٰہی اور انفاق جان ومال ہے۔

بعد ازاں چائے اور باہمی تعارف کے لیے وقفہ کیا گیا۔

وقفے کے بعد امیر مقامی تنظیم مردان محترم ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے ''اقامتِ دین کی فرضیت اور اس کے لیے زوردار دعوت'' پر جامع خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے منفرد انداز میں رومیؒ اور اقبال کے اشعار کے ذریعے موضوع کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ انہوں نے سورۃ الشوریٰ کی آیات کی روشنی میں انفرادی اور اجتماعی سطح پر نظامِ اطاعت کی وضاحت کی۔ انہوں نے کہا کہ انسان پر قسم قسم کے حالات آتے ہیں اور اچھے برے حالات میں انسان کے طرزِ عمل سے اُن کے کھرے کھوٹے کا پتا چلتا ہے۔

اس کے بعد ناظم تربیت حلقہ محترم فضلِ باسط نے ''اے آئی، دجال اور ہمارا مستقبل'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے اے آئی کی لغوی اور اصطلاحی تعریف بیان کی اور اس کے مثبت اور منفی استعمال پر تفصیلی گفتگو کی۔ یہ اس پروگرام کا آخری خطاب تھا۔ اختتامی دعا پر اس اجتماع کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت پر استقامت عطا فرمائے اور ہمارا حامی وناصر ہو۔ (رپورٹ: سعید اللہ شاہ، معتمد حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی)

حلقہ لاہور شرقی کا سہ ماہی تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی حلقہ لاہور شرقی کا سہ ماہی تربیتی اجتماع 28 دسمبر بروز اتوار صبح 8 بجے مسجد النور باغ والی میں منعقد ہوا۔ امیر حلقہ نے اپنے افتتاحی کلمات میں اجتماع کے شرکاء کو خوش آمدید کہا اور پروگرام کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج کے اس اجتماع کا موضوع ''قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا'' ہے۔ سال کے اس آخری اجتماع کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے گزشتہ سال کی کوتاہیوں کا جائزہ لیں اور شمسی سالِ نو کی بہتری کے لیے منصوبہ بندی کریں۔

افتتاحی کلمات کے بعد محترم مولانا خائستہ اکبر نے ''رفیق تنظیم اور قرآن حکیم'' کے موضوع پر جامع گفتگو فرمائی۔ اُنہوں نے تلاوت قرآن پاک کی اہمیت کے حوالے سے قرآن وحدیث کی روشنی میں بھرپور ترغیب وتشویق دلائی۔ مقامی امیر محترم عدیل آفریدی نے ''قیام النہار کے لیے قیام اللیل کی اہمیت'' پر گفتگو فرمائی۔ انہوں نے اس ضمن میں بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے خطاب جمعہ بعنوان ''ابتدائی وحی اسلامی تصوف کی بنیاد'' کی سماعت کی ترغیب بھی دلائی۔ ناشتے کے وقفے کے بعد مقامی امیر محترم ساجد منظور نے ''گھریلو اسرہ کی اہمیت، مسائل اور حل'' کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ انہوں نے اس ضمن میں اپنے کچھ عملی تجربات ومشاہدات بھی شیئر کیے اور گھریلو اسرہ کے انعقاد کے حوالے سے پیش آنے والے مسائل پر بھی روشنی ڈالی۔ راقم نے ''تربیتی اہداف میں مطالعہ لٹریچر کی اہمیت'' پر گفتگو کرتے ہوئے خطاب اور کتاب کے باہمی تعلق کو واضح کیا اور مطالعہ کی عادت بڑھانے کے حوالے سے کچھ عملی تجربات وتجاویز بھی پیش کیں۔ پروگرام کا اگلا موضوع ''تربیتی کورسز کا تعارف اور تنظیمی سفر میں ان کی اہمیت'' تھا، جس پر حلقہ کے ناظم تربیت محترم اقبال کمال نے گفتگو فرمائی۔ انہوں نے سال 2026ء کے تربیتی کورسز کے شیڈیول پر بھی روشنی ڈالی تاکہ رفقاء بروقت اپنی شرکت کی منصوبہ بندی کر سکیں۔ اس کے بعد انفرادی دعوت کے میدان میں فعال رفقاء کے ذاتی دعوتی تجربات ومشاہدات کا سیشن ہوا۔ مختلف مقامی تناظیم سے پانچ رفقاء نے اپنے تجربات وتاثرات بیان کیے جن کو شرکاء نے بہت دلچسپ اور مفید پایا۔ پروگرام کا آخری موضوع ''انفرادی دعوت کی اہمیت، مسائل اور ان کا حل'' تھا، جس پر حلقہ کے ناظم دعوت محترم شہباز احمد شیخ نے مختصر مگر جامع گفتگو فرمائی۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمارا پورا نظام دعوت انفرادی دعوت کے کام کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ انفرادی دعوت کی کمزوری کا منفی اثر ہمارے حلقہ قرآنی، فہم دین پروگرام اور تنظیم میں نئے احباب کی شمولیت پر پڑتا ہے۔ اختتامی کلمات میں امیر حلقہ نے اجتماع کی بخیر وعافیت تکمیل پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ادا کیا اور تمام مدرسین، منتظمین اور شرکاء کا بھی شکریہ ادا کیا۔ رمضان المبارک کی آمد اور دورہ ترجمہ قرآن کی مناسبت سے انہوں نے ''رفیق تنظیم اور رمضان المبارک'' کے حوالے سے رفقاء کو بروقت تیاری کی ترغیب دلائی۔ انہوں نے رمضان سے قبل، رمضان کے دوران اور رمضان کے بعد ایک رفیق تنظیم کی ذمہ داریوں پر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی۔ دعائے مسنونہ پر اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: نعیم اختر عدنان، ناظم نشر واشاعت حلقہ لاہور شرقی)

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورت حال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- سرکاری میڈیا دفتر کی جانب سے جاری کردہ دستاویز میں بتایا گیا ہے کہ غزہ پٹی میں جنگ بندی معاہدہ کے نفاذ کے بعد قابض اسرائیلی فوج نے 10 اکتوبر 2025ء سے اتوار 28 دسمبر 2025ء تک 969 مرتبہ معاہدے کی کھلم کھلا خلاف ورزیاں کیں جس کے نتیجے میں 418 فلسطینی شہید جبکہ 1141 دیگر زخمی ہوئے۔ اس دوران ریکارڈ کی گئی خلاف ورزیوں میں 298 مرتبہ براہ راست فائرنگ کے جرائم شامل ہیں جو نہتے شہریوں کو نشانہ بناتے رہے جبکہ 54 مرتبہ فوجی گاڑیوں نے رہائشی علاقوں میں دراندازی کی۔ قابض اسرائیل نے شہریوں اور اُن کے گھروں پر 455 مرتبہ گولہ باری اور حملے کیے جبکہ 162 مواقع پر گھروں اداروں اور شہری عمارتوں کو بارودی مواد سے اُڑا کر تباہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ 45 ایسے واقعات بھی ریکارڈ کیے گئے جن میں شہریوں کو غیر قانونی طور پر گرفتار کیا گیا۔ معاہدہ کے تحت غزہ میں 48 ہزار امدادی ٹرک داخل ہونا تھے مگر اب تک صرف 19 ہزار 764 ٹرک ہی داخل ہو سکے ہیں۔ یومیہ اوسط محض 253 ٹرک بنتی ہے جو کل طے شدہ تعداد کا صرف 42 فیصد ہے۔
- ایرانی ہیکرز کے ایک گروہ نے اعلان کیا ہے کہ قابض اسرائیل کے وزیر اعظم نیتن یاہو کے دفتر کے سربراہ زاحی برافرمان کا ذاتی موبائل فون ہیک کر لیا گیا ہے اور حساس اور ذاتی نوعیت کی معلومات منظر عام پر لانے کی دھمکی دی گئی ہے۔ برافرمان کو برطانیہ میں قابض اسرائیل کا سفیر مقرر کیے جانے کی توقع ہے۔
- پاکستان کے نائب وزیر اعظم اور وزیر خارجہ محمد اسحاق ڈار نے کہا ہے کہ پاکستان غزہ میں امن کے قیام کے لیے کسی بین الاقوامی امن مشن میں کردار ادا کرنے پر آمادہ ہے، تاہم ہم حماس کو غیر مسلح کرنے، طاقت کے ذریعے امن نافذ کرنے یا سرنگیں تباہ کرنے کے لیے اپنی افواج تعینات نہیں کریں گے۔
- امریکی صحافی اور سیاسی تجزیہ کار ٹاکر کارلسن نے اُن مسیحی مذہبی و سیاسی قائدین پر سخت تنقید کی ہے جو کھل کر اسرائیل کی حمایت کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اندھی اور غیر مشروط حمایت نہ صرف اخلاقی سوالات کو جنم دیتی ہے بلکہ خطے میں جاری انسانی المیے کو نظر انداز کرنے کے مترادف ہے۔
- اسلامی تحریک مزاحمت 'حماس' کے رہنما محمود مرداوی نے واضح کیا ہے کہ قابض اسرائیل اپنے وعدوں پر عمل نہیں کر رہا جو کہ سیز فائر کے معاہدے میں شامل تھے اور فلسطینی عوام کے خلاف قتل، بھوک اور تباہی کی اپنی پالیسیوں کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ معاہدے کی شقوں پر مکمل عمل درآمد ضروری ہے تاکہ جارحیت کا حقیقی طور پر خاتمہ ممکن ہو۔
- امریکی کامیڈین ڈیو چیپل نے اپنے کامیڈی انداز میں کہا ہے کہ اگر میں کبھی یہ کہوں کہ میں اسرائیل کے ساتھ کھڑا ہوں، تو سمجھ لیجیے کہ مجھ پر قابو پا لیا گیا ہے۔ ایسے میں آپ کو میری کسی بات پر بھی کان نہیں دھرنا چاہیے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **یمن: سعودی قیادت میں اتحادی افواج کا اماراتی جہازوں پر حملہ:** جنوب مشرقی ساحلی شہر مکلا کی بندرگاہ پر سعودی عرب کی قیادت میں اتحادی افواج نے فضائی کارروائی کرتے ہوئے متحدہ عرب امارات کی بندرگاہ فجیرہ سے روانہ ہونے والے دو بحری جہازوں پر موجود سامان میں ہتھیار اور بکتر بند گاڑیوں کو نشانہ بنایا۔ سعودی عرب کے مطابق یہ ہتھیار اور گاڑیاں اتحادی کمان کی اجازت کے بغیر اتاری گئیں اور یمن میں اس گروہ کو تقویت دینے کے لئے تھا جس سے سعودیہ کو خطرہ ہے جبکہ امارات نے اس خدشے کی نفی کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ سامان اُن کی فوجی ضرورت کا تھا۔ سعودیہ نے امارات سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ یمن سے اپنی فوجیں واپس بلائے۔
- **اسرائیل: خود ساختہ ملک صومالی لینڈ کو تسلیم کرلیا:** اسرائیل نے صومالیہ کے علیحدگی پسند خطے صومالی لینڈ کو آزاد اور خودمختار ریاست کے طور پر باضابطہ تسلیم کرنے کا اعلان کیا ہے، جسے صومالیہ نے غیر قانونی اور اس کی خودمختاری پر دانستہ حملہ قرار دیا ہے۔ اقوام متحدہ میں پاکستانی نائب مندوب عثمان جدون نے سلامتی کونسل کو آگاہ کیا کہ اسرائیل غزہ سے فلسطینیوں کو دربدر کر کے صومالی لینڈ بھیجنا چاہتا ہے۔ پاکستان سمیت 21 عرب، اسلامی اور افریقی ممالک نے اسرائیل کی جانب سے صومالی لینڈ خطے کو تسلیم کرنے کے اقدام کو دوٹوک انداز میں مسترد کرتے ہوئے اسے بین الاقوامی قانون اور اقوام متحدہ کے چارٹر کی سنگین خلاف ورزی قرار دیا۔
- **لیبیا: آرمی چیف کو بعد از وفات فیلڈ مارشل کا اعزاز:** لیبیا میں سوگ کے دنوں کے بعد آرمی چیف جنرل محمد علی احمد الحداد اور 4 دیگر اعلیٰ فوجی افسروں کو اُن کے آبائی شہر مصراتہ میں سپرد خاک کر دیا گیا جبکہ صدارتی کونسل کے سربراہ محمد المنفی نے اعلان کیا کہ تمام شہداء کو اگلے عہدے پر ترقی دے دی گئی ہے۔ جس کے تحت جنرل محمد الحداد کو بعد از وفات فیلڈ مارشل کے عہدے پر فائز کیا گیا۔
- **بنگلہ دیش: سابق وزیر اعظم خالدہ ضیاء انتقال کر گئیں:** بنگلہ دیش کی پہلی خاتون وزیر اعظم اور بنگلہ دیش نیشنلسٹ پارٹی (بی این پی) کی سربراہ خالدہ ضیاء کئی روز تک وینٹی لیٹر پر سانس لینے کے بعد 80 برس کی عمر میں انتقال کر گئیں۔ وہ طویل عرصے سے جگر کے عارضے میں مبتلا تھیں۔
- **امریکہ: ایران جوہری پروگرام دوبارہ تعمیر کرے تو ہمیں انہیں گرانا ہوگا:** ٹرمپ فلوریڈا میں نیتن یاہو سے ملاقات کے بعد صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے امریکی صدر نے کہا کہ اگر ایران جوہری پروگرام دوبارہ تعمیر کرے تو ہمیں انہیں گرانا ہوگا، لیکن ہم نہیں چاہتے کہ بی ٹو بمبار بھیج کر ایندھن ضائع کریں، ایران کو معاہدہ کر لینا چاہیے۔ دوسری طرف ایرانی صدر پزشکیان نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ایران پر دوبارہ حملہ کیا گیا تو دشمن کو پہلے سے زیادہ سخت جواب ملے گا۔ پابندیوں اور مشکلات کے باوجود ہماری فوج پہلے سے زیادہ طاقتور ہے۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

Messenger *(SAAW)*? Would those who have rebelled against Him *(SWT)* be treated the same as those who have submitted to Him *(SWT)*? Would He *(SWT)* not make his rebels an example of His *(SWT)* wrath for everyone to behold?

Let us now turn to the sayings of Allah's Messenger *(SAAW)* [Ahadith] regarding riba. The Prophet *(SAAW)* is reported to have said, "The sin of riba constitutes seventy (70) parts, the slightest of which is equivalent to a (depraved) man marrying his own mother." *(Recorded in Ibn e Majah)* Is there any more heinous and wicked of a sin that could be imagined?! In another hadith, Jabir *(RA)* narrates that "The Messenger of Allah *(SAAW)* cursed the one who consumes riba and the one who pays it, the one who writes it down (records the transaction of riba) and the two who (sign/act as) witnesses to it (the transaction of riba), and he added: they are all the same (in sin)." *(Recorded in Sahih Muslim)*

It is, indeed, a sorry truth of Pakistan's history that the System of riba is being kept up and running, rather arrogantly, even today, despite the fact that the founder of our nation, had stated while inaugurating the building of the State Bank of Pakistan in 1948 that, "I shall watch with keenness the work of your Research Organization in evolving banking practices compatible with Islamic ideas of social and economic life. The economic system of the West has created almost insoluble problems for humanity and to many of us it appears that only a miracle can save it from disaster that is now facing the world..." *(Source: http://www.sbp.org.pk/about/history/h_moments.htm)* Apart from rebelling against Allah *(SWT)* and His Messenger (SAAW), we have also dismissed this instruction given by the father of our nation and state officials adamantly declare that 'an economy based on riba is inevitable for Pakistan.'

It is only due to this blind adherence to the System of riba that Pakistan today has become a slave of the IMF and the World Bank and we have to accept and submit to every order that they give and make it part of our economic policy. Consequently, more than half of the population of Pakistan is forced to live below the poverty line. Poverty, hunger, unemployment and scarcity of resources to fulfill needs has become the fate of this nation. Inflation is rampant and every person living in Pakistan is indebted to International Money-lending institutions. During the last two decades alone, the per capita debt has risen from PKR 35,000 to more than PKR 320,000. Every new ruler of our country starts off by taking further loans from the bloodsucking international donor institutions, thus putting the nation further into grind and after lavishly 'spending' a major proportion of the borrowed money on personal luxury, considers it a 'great success story'. This vicious and satanic cycle of borrowing debt and repaying on interest continues on and the economic situation of the country has now become worse than ever.

Many a religious scholars and other religious elements of the country have constantly been ringing the alarm bells against this evil and made efforts to direct the attention of our rulers towards this issue. However, the result has not been encouraging yet. Have our rulers decided that they would continue this war against Allah *(SWT)* and His Messenger *(SAAW)* and keep fueling it even further? Have they not considered the dreadful fate that awaits them in this world and in the Hereafter? Will they stop short of nothing but making the future of Pakistan as bleak and ominous as possible?

We pray to Allah *(SWT)* for saving us from such dreadful fate. *Aameen!*

انا للہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ تنظیم اسلامی کے دیرینہ مخلص رفیق، نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان محترم ناصر بھٹی صاحب وفات پاگئے۔ برائے تعزیت: (بھائی):0301-4160381
(بیٹا):0344-7042836

☆ حلقہ سرگودھا کے ملتزم رفقاء عثمان اکرم گل اور ارسلان اکرم گل کی والدہ وفات پاگئیں۔ برائے تعزیت:0346-5516107

☆ حلقہ بہاولنگر کے ناظم تربیت محمد طیب اکرم کا نواسہ وفات پاگیا۔
برائے تعزیت:0322-8732032

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

A War with Allah *(SWT)* and His Prophet *(SAAW)*

Raza ul Haq

It has been narrated by Abu Saeed Khudri *(RA)* that he heard the Messenger of Allah *(SAAW)* say, "Whoever of you sees an evil must then change it with his hand. If he does not possess the means and ability to do so, then [he must change it] with his tongue. And if he is not able to do so, then he must despise it in his heart [maintain persistent and genuine annoyance and displeasure against it]. And that is the slightest [effect of] faith." *(Recorded in Sahih Muslim)*.

The hadith thus establishes that it is a primary responsibility of the faithful believers, in particular their rulers, in an Islamic Society to check and prevent the evils and Munkarat prevalent in that society. The second part of the hadith enunciates that if the state is unwilling or unable to play its role in eradicating evils and Munkarat from the country, then the onus falls on the knowledgeable individuals, particularly the religious scholars and men of faith to wage a Jihad in order to inform and educate the general public of the ills prevalent in the society through their talks, speeches and writings. The hadith further elaborates that Muslims in general are required to at least maintain a persistent and genuine annoyance and displeasure against the evils and Munkarat in their hearts that are rampant in their country, when faced with such oppressive circumstances created by a brutal regime. It has been referred to as, '...the slightest [effect of] faith in the hadith.

The bitter truth remains that our society at large is engaged in all of the evils and Munkarat. Of these ills, some are of an individual nature that occur due to the character flaws of a person, while others are 'collective' and are enforced upon the oppressed masses by the ruling elite. It is the religious and moral obligation of our incumbent rulers to eradicate the latter kind of ills with immediate effect or else they will be considered disloyal to the religion of Allah *(SWT)*. As far as the former category of ills is concerned, i.e., the sinful deeds done by people on an individual level, it is again the responsibility of a genuine Islamic State to arrange for the positive education and religious edification of the general public.

In fact, apart from polytheism, which is based on the personal belief system of an individual, the most heinous sin and the worst possible Munkar in the sight of Allah *(SWT)* and His Messenger *(SAAW)* is the consumption of Riba and all other forms of Riba-based transactions, which, unfortunately has pervaded in various shapes and forms in our economic system. The truth is that riba has become the cornerstone of the entire economic system of Pakistan. The degree of Allah's *(SWT)* displeasure and disapproval of an economy based on riba can be understood by reading those verses of Surah Al-Baqarah which were revealed after the outright prohibition of riba, thus, "O you who have believed, fear Allah and give up what remains [due to you] of riba, if you should be believers. And if you do not (stop engaging in transactions of riba), then be informed of a war [against you] from Allah and His Messenger..." *(Al-Baqarah, 2:278-279 part)* Is it not clear that these verses decree those involved in transaction of riba as rebels against Allah *(SWT)* and His Messenger *(SAAW)*, thus Allah *(SWT)* has declared a clearly manifested war against such rebels? Is it not worth pondering that Pakistan, since the day of its birth, has constantly been engaged in a war with Allah *(SWT)* and His Messenger *(SAAW)*? Are we not refusing to embrace Allah's *(SWT)* mercy, on purpose, by being engaged in an economic system based on riba? Does it need rocket science to understand that the benevolence of Allah *(SWT)* would never surround those who are rebelling against Him *(SWT)*? For what possible reason would Allah *(SWT)* help those who have rebelled against Him *(SWT)* and His beloved

Vol: 35 Regd. No. C.P.L NO.114 No.01

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore